ہم تو غزال ہو گئے

حروف تہجی کے اعتبار سے سیکڑوں کلاسیکی اور جدید اشعار کا انتخاب

شناور اسحاق

بیاد پروفیسر

جملہ حقوق محفوظ

۱۴۳۳ ہجری ۲۰۱۲ء

نام کتاب : ہم تو غزال ہو گئے

انتخاب : شناور اسحاق

اہتمام : بیت الحکمت، لاہور

مطبع : میٹرو پرنٹرز، لاہور

ملنے کا پتہ

فضلی بک سپر مارکیٹ

اردو بازار، نزد ریڈیو پاکستان، کراچی۔

فون: 32212991-32629724

کتاب سرائے

حرفِ اول

"التباس" اور "ادھورا نروان" کے خالق، شاور احق معاصر اردو شاعری میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا امتیاز نہ تو فقط نیا لہجہ اور کلیشے سے پاک نئی، تازہ اور اجنبیانے کی خصوصیت سے مالا مال لفظیات ہیں اور نہ محض نئے شعری مضامین ہیں، جن میں وہ اپنے قدموں سے نئے راستے دریافت کرنے کی خصوصیت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ یہ سب تو کم یا زیادہ اوروں کے یہاں بھی موجود ہے اور گزشتہ آٹھ دہائیوں سے انھیں جدید شاعری کی شعریات کے مرکزی اصولوں اور ایک طرح کے کینن کے طور پر قبول کر لیا گیا ہے۔ اس شعریات کی پابندی انھیں معاصر شاعری کے مرکزی دھارے میں شامل کرتی ہے، مگر جو چیز انھیں ممتاز کرتی ہے، وہ زندگی، زمانے، خدا، آدمی اور تاریخ سے متعلق ایک خاص زاویہ نگاہ ہے۔ اس زاویہ نگاہ کی بنیاد ایک ایسے انکار پر ہے جو اقرار و اثبات سے پہلے کی منزل نہیں ہے اور نہ اقرار سے وابستہ ذمہ داریوں سے گریز کا کوئی قرینہ ہے۔ انکار کے ذریعے دراصل وہ زندگی، زمانے، تاریخ اور آدمی سے ایک بامعنی رشتہ قائم کرتے ہیں۔ یہ ایک پیراڈاکس ہے اور تمام اچھی شاعری کسی نہ کسی پیراڈاکس کی حامل ہوا کرتی ہے۔ بات یہ ہے کہ انکی شاعری جس ثقافتی فضا میں ظہور کرنے پر مجبور ہے، اس سے نبرد آزما، ہمکنار ہونے کے لیے، انھیں انکار کے علاوہ کوئی دوسری صورت موزوں نظر نہیں آتی۔ اہم بات یہ ہے کہ وہ اس سے آزاد نہیں ہونا چاہتے: اس سے جھگڑنے، اس کی طرف بڑھنے میں یقین رکھتے ہیں۔ (یہ بھی پیراڈاکس ہے)۔ واضح رہے کہ یہ انکار دوسروں کا نہیں، اس "دوسرے"

(The Other) کا ہے جو ایک طرح کی

تجرید ہے، مگر ثقافتی مظاہر میں سرایت کیے ہوئے ہے۔

زیرِ نظر انتخاب میں بھی ایک خاص رنگ میں یہ بات ظاہر ہے۔ شاذ و اسحاق ان شعرا میں شامل نہیں جن پر اپنی شعری انا اس درجہ حاوی ہوتی ہے کہ انہیں اپنے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا، اور اگر کہیں کوئی دکھائی دیتا ہے تو اپنے شعری وجود کی توسیع قرار دیے بغیر اسے تسلیم نہیں کرتے۔ حقیقتاً یہ اقرار اوروں کا نہیں، اپنا اقرار اور ان کا انکار ہوتا ہے۔ شاذ ور نے یہ کتاب کسی درسی یا تاجرانہ ضرورت کے تحت مرتب نہیں کی۔ ایک داخلی طلب نے انہیں قدیم و جدید شعرا کے مجموعوں کی ورق گردانی پر مائل کیا اور ان کے بہترین اشعار منتخب کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں صرف وہی اشعار جمع کیے گئے ہیں، جو مرتب کے دل کو لگے ہیں۔ اشعار کے بہترین ہونے کا معیار مرتب کا اپنا ذوقِ نظر ہے، جسے اس نے کلاسیکی، جدید اور مابعد جدید شاعری کے وسیع مطالعے اور خود اپنے تخلیقِ شعر کے عمل کے دوران رفتہ رفتہ تشکیل دیا ہے۔ مرتب کے ذوقِ نظر کی کسوٹی پر وہ اشعار بطورِ خاص پورا اترتے ہیں، جن میں تجربے کی کوئی نئی جہت، احساس کی کوئی اجنبی پرت، اظہار کا کوئی انوکھا قرینہ، گویا حیرت کا کوئی نہ کوئی سبب موجود ہے۔ حیرت جس کے بغیر آرٹ کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ انتخاب اردو غزل کی اس 'داخلی جمالیاتی تاریخ' کے اہم نشانات سے ہمیں آگاہ کرتا ہے، جو احساس و اسلوب کے نئے نئے منطقوں کی دریافتِ مسلسل سے عبارت ہے۔

ناصر عباس نیر

اعترافِ عجز

چند برس پہلے جاڑے کی ایک شب کا ذکر ہے، میں لحاف میں دبکا دنیا و مافیہا سے بے خبر، عرفان ستار کی نو آمدہ کتاب ''تکرار ساعت'' کا مطالعہ کر رہا تھا۔ کتاب آدھی سے زیادہ پڑھ چکا تھا کہ ایک شعر پڑھ کر بے ساختہ میرے منہ سے حروف آفریں جاری ہو گئے۔ کتاب بند کر کے میں کافی دیر تک سحر زدگی کی کیفیت میں رہا۔ میرا ایمان ہے کہ انسان ہر لمحے کچھ نہ کچھ نیا سیکھتا ہے۔ اچھے اور اعلیٰ شعر کی جہاں اور کئی علامات اور نشانیاں ہیں وہاں اس رات مجھ پر یہ انکشاف بھی ہوا کہ اعلیٰ شعر وہ ہوتا ہے جو آپ کو کچھ دیر کے لیے کچھ پڑھنے کے قابل نہیں رہنے دیتا۔ جو کتاب بند کرنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ جو شدہ تنہائی میں آپ کو ''واہ واہ'' کہنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ اس ڈھنگ سے کہ کوئی آپ کو دیکھ لے تو دیوانہ ہی سمجھے۔ کتاب کہیں کھو جاتی ہے لیکن شعر گم نہیں ہوتا۔ حافظے کے لوح پر ثبت ہو جاتا ہے۔ خون میں تحلیل ہو کر باطن کی خستگی بڑھا دیتا ہے۔

شعر سن لیجیے

تجھے یہ ضد ہے مگر اس طرح نہیں ہوتا
کہ تو بھی زندہ رہے، داستاں بھی زندہ رہے

ماجد الباقری مرحوم کا ایک شعر ہے

تتلیاں کوہ پہ یلغار کیا کرتی ہیں
لفظ جب دے کے چلے جاتے ہیں تلوار مجھے

وہ کون سی شے ہے جو لفظوں کو ساحری عطا کرتی ہے؟ اقبال مولانا گرامی کے نام ایک خط میں لکھتے ہیں کہ "جہاں اچھا شعر دیکھو، سمجھو کہ کوئی نہ کوئی مسیح مصلوب ہوا ہے۔ اچھے شعر کا پیدا کرنا اوروں کے کفارہ ہونا ہے" سلیم احمد نے کہا تھا کہ بڑی شاعری کھرے جذبات اور کھری آگہی کے تال میل سے جنم لیتی ہے۔ لیکن سلیم احمد شاعری میں زبان کے کردار کو نظرانداز کر گئے جسے معاصر تنقید بجا طور پر مرکزی اور اولین حیثیت دیتی ہے۔ فرد جس لسانی خطے میں جنم لیتا اور پروان چڑھتا ہے وہ اُسی خطے کی زبان نہ صرف بولتا اور لکھتا ہے بلکہ سوچتا بھی اُسی زبان میں ہے۔ وہ الفاظ، علامات اور استعارات کی معنوی توسیع تو کرسکتا ہے لیکن انہیں یکسر تبدیل نہیں کرسکتا۔ زبان وہ تاریخ ہے جو ثقافتی مظاہر کو معرض دید میں لے آتی ہے۔ ثقافتی نشانات سے کماحقہ آگاہی کے بغیر کسی بھی زبان میں تخلیقی استعداد حاصل کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ شاہ حسین کا مصرع

مائے نی سانوں کھیڈن دے ساڈا وت کھیڈن کون آسی

محض ایک مجرد لائن نہیں ہے بلکہ اس میں ایک پورا کلچر سانس لے رہا ہے۔ جس طرح حسن عسکری نے فراق کے ایک مصرعے "کنول کی چٹکیوں میں بند ہے ندی کا سہاگ" کے متعلق کہا تھا کہ اس میں پوری ہندوستانی ثقافت نظر آرہی ہے۔ شاید اسی لیے کہا گیا ہے کہ شاعری کا ترجمہ کرتے ہوئے ایک چیز ہمیشہ رہ جاتی ہے اور وہی شاعری ہوتی ہے۔ لیکن اس رائے میں تھوڑا سا مبالغہ ہے کیونکہ شعر یا نظم اگر خیال پر مبنی ہو تو اس کا ترجمہ بہر حال ممکن ہوتا ہے زبان کی نزاکتوں اور ثقافتی تلازمات کی بات دوسری ہے۔ میری رائے میں اعلیٰ شاعری زبان، ذات اور زمانے کے حسن توازن سے جنم لیتی ہے اس تکون کو جذبہ، آگہی اور کرافٹ کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔

شعری ذوق ذاتی ہوتا ہے، خاص ہوتا ہے۔ میں شعری ذوق کے عمومی ہونے کا قائل نہیں۔ تربیت کے حوالے سے یہ مختلف لوگوں میں مختلف درجوں پر ہوتا ہے۔ انسانی باطن مختلف کیفیات کا مامن بھی ہے اور مظہر بھی۔ خوشی، غم، خوف، رقت، انبساط، رحم اور غصہ انہی کیفیات و اظہارات میں سے ہیں۔ بڑا تخلیق کار وہ ہوتا ہے جو انسان کی زیادہ سے زیادہ باطنی کیفیات کو مس کرے یا متحرک کرے۔ یہ نکتہ میں نے دیگر بہت سے ادب پرستوں کی طرح ارسطو اور بھرت سے سیکھا

مولوی عبدالرحمن دہلوی نے مراۃ الشعرا میں تاثیر کے حوالے سے شعر کے پانچ درجے گنوائے ہیں۔ وہ پست ترین شعر کو "مردود" کا نام دیتے ہیں اور اعلیٰ ترین شعر کو "مرقص" کہتے ہیں یعنی جو رقص پر آمادہ کرے یا مجبور کرے۔

میں ہرگز یہ دعویٰ نہیں کروں گا کہ میرے اس انتخاب میں شامل ہر شعر مندرجہ بالا معیارات پر پورا اترتا ہے۔ اس انتخاب میں شامل بیشتر اشعار ایسے ہیں جو میرے حافظے میں محفوظ تھے جو نجی محفلوں میں سنا سنا کر احباب سے اپنے حافظے کی داد پاتا رہا۔ گذشتہ دو تین برس میں بہ وجوہ ذہنی انتشار کا شکار رہا۔ تخلیق کی دیوی مجھ سے روٹھی رہی۔ مارکیز نے کہا تھا "خالی صفحہ، دم گھٹنے کے بعد، میرے لیے سب سے زیادہ دہشت ناک شے ہے"۔ عجیب اذیت اور بے بسی تھی تو سوچا کیوں نہ ان اشعار کو کاغذ پر منتقل کر دوں جو میرے حافظے میں ہیں۔ اگر تعداد قابل لحاظ ہوئی تو چھپوا دوں گا۔ اسی بہانے رائگانی کی اذیت بھی کچھ کم ہو جائے گی۔ پھر خیال آیا کہ دلی دکنی سے لے کر لمحہ موجود تک قدیم و جدید شعرا کی آسانی سے دستیاب ہو جانے والی کتابوں اور انتخابات سے اگر استفادہ کر لیا جائے تو یقیناً مزید اشعار مل سکتے ہیں۔ سو یہ بھی کیا۔ کچھ قریبی دوستوں سے اس

سلسلے میں مشاورت بھی رہی جن میں برادر مکرم ناصر عباس نیر، شاہین عباس، توقیر عباس، رحمان حفیظ اور عمران نقوی کا تذکرہ ناگزیر ہے۔ اس انتخاب کی خاص بات یہ ہے کہ اس میں وہ اعلیٰ پائے کے اشعار شامل نہیں کیے گئے جو زبان زد خاص و عام ہیں اور کثرت استعمال سے اپنا اسرار کھو چکے ہیں۔ اس انتخاب کا جواز بس یہی ہے کہ یہ اشعار مجھے پسند ہیں مجھے اچھے لگے ہیں۔ اگر آپ کو بھی پسند آئیں تو دعا کر دیجیے گا بصورت دیگر دعائے خیر کر دیجیے گا۔

میں نقاد یا محقق نہیں ہوں مقدور بھر صحت کا خیال رکھا ہے اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی تشہیر کی بجائے مجھے آگاہ فرما دیجیے گا۔ آئندہ ایڈیشن میں آپ کے شکریے کے ساتھ تصحیح کر دی جائے گی۔ اس انتخاب میں چند اشعار ایسے بھی شامل ہیں جو نظموں سے لیے گئے ہیں۔ برادر محترم جناب جمال الدین افغانی کا شکریہ مجھ پر لازم ہے کہ انہوں نے اس کتاب کی اشاعت کے ضمن میں غیر مشروط دلچسپی کا مظاہرہ کیا۔

اشعار کو حروف تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے تا کہ یہ کتاب بیت بازی کے مقابلوں کے لیے بھی کارآمد ثابت ہو لیکن اس پہلو کو مرکزی حیثیت دے کر بھرتی کے اشعار بالکل شامل نہیں کیے گئے۔

اس انتخاب کے اہم یا غیر اہم ہونے کا فیصلہ سخن شناسوں پر چھوڑتا ہوں۔

میں اس حقیر کاوش کو ڈاکٹر وزیر آغا، رفیق اظہر اور منیر سیفی کے نام معنون کرتا ہوں

جن کے بغیر ہم جی نہیں سکتے تھے جیتے ہیں

بس طے ہوا کہ لازم و ملزوم کچھ نہیں

شاہد اسحاق 0321-4859451

(آ)

آواز دے کے دیکھ لو شاید وہ مل ہی جائے
ورنہ یہ عمر بھر کا سفر رائیگاں تو ہے
(منیر نیازی)

آہ کہنا وہ اُن کا وصل کی شب
تو نے مجبور کر دیا ہم کو
(حسرت)

آئنے ٹوٹ گئے باتوں کے
دل میں ریزے ہیں ملاقاتوں کے
(اختر عثمان)

آنکھ جو ہم کو دکھاتی ہے وہ ہم کیا دیکھیں
دیکھنا ہے تو کسی خواب سے کم کیا دیکھیں

(رئیس فروغ)

آئے عشاق گئے وعدہ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغ رخ زیبا لے کر

(اقبال)

آنکھ کھلتے ہی دفتر کو دوڑے گئے
آج پھر میز پر ناشتہ رہ گیا

(فیضی)

آج گئے دنوں کے ساتھ اپنی گلی میں کیا گئے
بند تھا در خفا ہوا خالی تھا گھر برس پڑا

(شاہین عباس)

آرام نہ ہو دل کو تو اے یار کریں کیا
پھر پھر کے یہیں آتے ہیں ناچار، کریں کیا

(جراُت)

آگے دریا تھے دیدہ تر میر
اب جو دیکھو سراب ہیں دونوں

(میر)

آج ہمارے گھر آیا تو کیا ہے یاں جو نثار کریں
الا کھینچ بغل میں تجھ کو دیر تلک ہم پیار کریں

(میر)

آگے کسو کے کیا کریں دست طمع دراز
وہ ہاتھ سو گیا ہے سرہانے دھرے دھرے

(مصحفی)

آنکھیں اس نے جو کھیں کل چڑھا کر وقتِ رقص
آ رہی سب رت جگوں کی بے حجابی ہاتھ میں

(مصحفی)

تم وہ ہو جس سے بہشت بنی ہے
دیکھو جیسا خراب ہوا پھر رہے ہیں

(ذوق)

آپ مسافر ہیں تو بہت سے سفر کر لوں
تم آپ سے ہو جائے کم بخت سا ساتھ

(داغ مصحفی)

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لے کے رہ گئے
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا

(غالب)

آنکھیں دکھلاتے ہو جوبن تو دکھاؤ صاحب
وہ الگ باندھ کے رکھا ہے جو مال اچھا ہے
(امیر مینائی)

آن کر قصرِ فریدوں کے در اوپر اک شخص
حلقہ زن ہو کے پکارا کوئی یاں ہے کہ نہیں
(سودا)

آہستہ بات کر کہ ہوا تیز ہے بہت
ایسا نہ ہو کہ سارا نگر بولنے لگے
(وزیر آغا)

آواز دو کہ گوش بر آواز ہیں درخت
ان جنگلوں میں مرگِ صدا کا خطر نہیں
(ظفر اقبال)

آدھے سیارے پہ پانی برس کے نغمات لیے
آدھے سیارے کے منظر اب بھی دھوپ میں جلتے ہیں

(ثروت حسین)

آخر اک روز اترنی ہے لبادوں کی طرح
تن ملبوس، یہ پہنی ہوئی عریانی بھی

(مسعود منور)

آنکھ سے دور نہ ہو دل سے اتر جائے گا
وقت کا کیا ہے گزرتا ہے گزر جائے گا

(فراز)

آواز دے کے زندگی ہر بار چھپ گئی
ہم ایسے سادہ دل تھے کہ ہر بار آ گئے

(فراز)

آخر گل اپنی صرفِ درِ میکدہ ہوئی
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

(نامعلوم)

آخر شبِ دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

(اقبال)

آگہی میں اک خلا موجود ہے
اس کا مطلب ہے خدا موجود ہے

(عدم)

آپ اگر تخت نشیں ہیں تو کوئی بات نہیں
خاک بھی اڑ کے بلندی پہ پہنچ جاتی ہے

(نسیم لیہ)

آنکھوں میں کل جہاں تھا خراب ترے بغیر
بارے تو آج آیا تو بستی نظر پڑی

(نامعلوم)

آخر کو ہنس پڑیں گے کسی ایک بات پر
رونا تمام عمر کا بیکار جائے گا

(خورشید رضوی)

اک دن مرے دل ویراں میں بیٹھ کر
اس دشت کے سکوت سخن جو سے بات کر

(مجید امجد)

آج بھی جیسے شانے پر تم ہاتھ مرے رکھ دیتی ہو
چلتے چلتے رک جاتا ہوں ساڑی کی دکانوں پر

(جاں نثار اختر)

آج تک اُس کی محبت کا نشہ طاری ہے
پھول باقی نہیں خوشبو کا سفر جاری ہے
(شہزاد احمد)

آہستہ اس لرزتے ہوئے پُل پہ رکھ قدم
صدیوں کا انہدام ترے نام ہی نہ ہو
(خورشید رضوی)

(۱)

اک معما ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا
زندگی کاہے کو ہے خواب ہے دیوانے کا

(فانی بدیوانی)

اب چارہ سازی دل بیمار کیا کریں
اے مرگ ناگہاں تجھے لائیں کہاں سے ہم

(فانی بدیوانی)

اس وقت میرا دل ترے پنجے کے بیچ تھا
جس وقت تو نے ہاتھ لگایا تھا ہاتھ کو

(شاہ حاتم)

اس دور میں زندگی بشر کی

بیمار کی رات ہوگئی ہے

(فراق)

اِکّا دُکّا صدائے زنجیر

زنداں میں رات ہو گئی ہے

(فراق)

اُس بند گھر میں کیا کہوں کیا طلسم ہے

کھولے تھے جتنے قُفل وہ ہونٹوں پہ پڑ گئے

(آنس معین)

اچھا خاصا بیٹھے بیٹھے گُم ہو جاتا ہوں

اَب میں اکثر میں نہیں رہتا تم ہو جاتا ہوں

([illegible])

اب اپنے آخری پھیرے کے انتظار میں ہوں
جہاں جہاں میرے دشمن ہیں تازہ آیا ہوں

(جمال احسانی)

اب کے سیلاب میں انسان ہی بے گھر نہ ہوئے
سانپ بھی اپنے ٹھکانوں سے نکل آئے ہیں

(شکیل اعظمی)

اٹھا حجاب تو بس دین و دل دیے ہی بنی
جناب شیخ کو دعویٰ تھا پارسائی کا

(اسمٰعیل میرٹھی)

اس لیے دل برا کیا ہی نہیں
زندگی میرا فیصلہ ہی نہیں

(فیضی)

اَب تک وُہی اعضا کا تناسب ہے نظر میں
قد میں وہ مری یاد سے تھوڑی سی بڑی تھی

(ماجد الباقری)

اے صبا! لائی ہے اُس گل کی خبر تو لے آ
ہم سے اَب تو یہ ابھی لائی ابھی لائی نہ کر

(جاوید احمد)

ایک دو ہوں تو سحر چشم کہوں
کارخانہ ہے واں تو جادو کا

(میر)

ایک دل کو ہزار داغ لگا
اندورنے میں جیسے باغ لگا

(میر)

اسد اٹھنا قیامت قامتوں کا وقت آرائش
لباس نظم میں بالیدن مضمون عالی ہے

(غالب)

اے حشر جلد کر تہ و بالا جہان کو
یوں کچھ نہ ہو امید تو ہے انقلاب کی

(مومن)

افسردہ خاطری وہ بلا ہے کہ شیفتہ
طاعت میں کچھ مزا ہے نہ لذت گناہ میں

(شیفتہ)

اپنی جیبوں سے رہیں سب ہی نمازی ہشیار
اک بزرگ آتے ہیں مسجد میں خضر کی صورت

(حالی)

اِک دن حضور قلب سے ہوتی نہیں ادا
زاہد! تری نماز کو میرا سلام ہے

(نامعلوم)

اک شاہد معنی وصورت سے ملنے کی تمناسب کو ہے
ہم اُس کے نہ ملنے پر ہیں فدا لیکن یہ مذاق عام نہیں

(جگر)

اُس نے اپنا بنا کے چھوڑ دیا
کیا اسیری ہے کیا رہائی ہے

(جگر)

اگرچہ شیخ نے داڑھی بڑھائی سن کی سی
مگر وہ بات کہاں مولوی مدن کی سی

(انشا)

ایک وعدہ ہے کسی کا جو وفا ہوتا نہیں
ورنہ ان تاروں بھری راتوں میں کیا ہوتا نہیں

(ساغر)

ایک سب آگ، ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں

(میر)

اے جذبۂ خودداری جھکنے نہ دیا تو نے
لکھنے کے لیے ورنہ سونے کے قلم آتے

(کیف عظیم آبادی)

اس ڈھلتے ہوئے حسن کے لکھتا ہوں قصیدے
گرتی ہوئی دیوار حرم تھام رہا ہوں

(جعفر طاہر)

اِک بار ہم نے پار کیا چپ کا ریگ زار
پھر عمر بھر اُتے رہے لفظوں کی دھول میں

(وزیر آغا)

اُن کی گلی سے اُٹھ کے ہم آن پڑے تھے اپنے گھر
ایک گلی کی بات تھی اور گلی گلی گئی
اُن کی نگاہ ناز کا مجھ پر یہ مان تھا کہ آپ
عمر گزار دیجیے عمر گزار دی گئی

(جون ایلیا)

اُس گلی نے یہ سُن کے صبر کیا
جانے والے یہاں کے تھے ہی نہیں

(جون)

اک رسم دوستی جسے پابندہ کہہ سکوں
ملتی نہیں یہ چیز مگر چاہیے مجھے

(اسلم انصاری)

اُس کی راہوں میں بکھر جائے یہ خاکسترِ چشم
اور اپنے لیے دیدار کا مطلب کیا ہے

(ظفر اقبال)

اُس کے ہاتھوں پہ لکیریں تھیں ہتھیلی جیسی
مدتوں سبز رہا پیڑ مگر آخر کار!

(مسعود عثمانی)

ایک تو خواب لیے پھرتے ہو گلیوں گلیوں
اُس پہ تکرار بھی کرتے ہو خریدار کے ساتھ

(فراز)

اک ایسے شہر میں ہیں جہاں کچھ نہیں بچا
لیکن اک ایسے شہر میں کیا کر رہے ہیں ہم

(ذوالفقار عادل)

اپنی منزل اُٹھا کے شانوں پر
چل رہے ہیں کہ راستہ آئے

(مقصود وفا)

ایک زہراب غم سینہ سینہ سفر
ایک کردار سب داستانوں کا ہے

(بانی)

اپنی ہستی ہے بیچ کا پردہ
ہم نہ ہوویں تو پھر حجاب کہاں

(میر)

اپنی ہی ہوس کے ہیں سب الجھاؤ ہیں ورنہ
اس راہ میں ہم نے تو کہیں دام نہ پایا
(قائم چاند پوری)

اے گریہ کر نہ ہم سے طلب خون دل مدام
یاں گھر فقیر کا ہے کبھو ہے کبھو نہیں
(قائم چاند پوری)

اب میں ہوں اور ماتم یک شہر آرزو
توڑا جو تو نے آئینہ تمثال دار تھا
(غالب)

اسد بسمل ہے کس انداز کا، قاتل سے کہتا ہے
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر
(غالب)

ان پری رویوں کی صورت دیکھ کر
آدمیت سے گزر جاتا ہے دل

(داغ)

اپنے دیوانوں کو دیکھا تو کہا گھبرا کر
یہ نئی وضع کی کس ملک سے خلقت آئی

(داغ)

ایک سے ایک ہے غارت گر ایمان یہاں
اے مرے دل ترا اللہ نگہبان یہاں

(سیف)

انہیں نفرت ہوئی سارے جہاں سے
نئی دنیا کوئی لائے کہاں سے

(داغ)

اپنے زخموں میں چھپ جاتے ہیں
کوئی دیکھے تو نظر آتے ہیں

(باقی صدیقی)

اِس طرح اٹھے تری محفل سے
جیسے ہم بھول کے آ بیٹھے تھے

(باقی صدیقی)

اپنے مرکز کی طرف مائل پرواز تھا حُسن
بھولتا ہی نہیں عالم تری انگڑائی کا

(عزیز لکھنوی)

اذاں پہ قید نہیں بندش نماز نہیں
ہمارے پاس تو ہجرت کا بھی جواز نہیں

(انجم خیالی)

اب سخن کرنے کو ہیں آئیندگانِ شہرِ درد
اٹھیے صاحب مسند ارشاد خالی کیجیے

(عرفان صدیقی)

اے بادِ صبا ہاتھ ذرا دور ہی رکھنا
نازک سی ہے دوشیزہ شبنم کی کلائی

(عاشق رضا)

ایسے وحشی کہاں ہیں اے خوباں
میر کو تم عبث اداس کیا

(میر)

اب کئی دن سے وہ رسم و راہ بھی موقوف ہے
ورنہ برسوں نامہ بر آتا رہا جاتا رہا

(داغ)

انھیں حقیقتِ دریا کی کیا خبر امجد
جو اپنی رُوح کی منجدھار سے نہیں گزرے

(مجید امجد)

اُجلی کینچلیوں میں صاف جھلکتی ہے
ساری کوڑھ کلنکی مایا دُنیا کی

(مجید امجد)

ادا و ناز سوں آتا ہے وہ روشن جبیں گھر سوں
کہ جیوں مشرق سوں نکلے آفتاب آہستہ آہستہ

(ولی)

اس رات اندھاری میں مت بھول پڑوں تجھ سوں
ٹک پاؤں کے جھانجھر کی جھنکار سناتی جا

(ولی)

اے نور جان و دیدہ ترے انتظار میں
مدت ہوئی پلک سوں پلک آشنا نہیں

(ولی)

اے ولی رہنے کوں دنیا میں مقام عاشق
کوچہ یار ہے یا گوشہ تنہائی ہے

(ولی)

ان نصیبوں پر کیا اختر شناس
آسماں بھی ہے ستم ایجاد کیا

(مومن)

اتنا شفاف ہے یہ آئنہ کون و مکاں
سانس لیتا ہوں تو دھندلا نظر آتا ہے مجھے

(احمد نوید)

اے میرے شہ سوار یہ تو بتا!
اچھی لگتی ہے اتنی دھول تجھے

(اکبر معصوم)

ایک حد ہے مری اور اُس سے زیادہ جو ہے
میں اُسے اپنا بنا لینے کے چکر میں رہا

(افضال نوید)

ارے کیسی سزا کہاں کی سزا
ہچکچاتا تو کام کیا کرتا

(یگانہ)

اب تو ہمیں بھی ترکِ مراسم کا غم نہیں
پر جی یہ چاہتا ہے کہ آغاز تو کرے

(احمد فراز)

اتنی کاوش بھی نہ کر میری اسیری کے لیے
تو کہیں میرا گرفتار نہ سمجھا جائے
(سلیم احمد)

اُسے کل راستے میں دیکھ کر حیرت ہوئی مجھ کو
یہی تو تھی کبھی جس سے چراغ عشق جلتا تھا
(احمد مشتاق)

اندھیرا دیکھ کر کمرہ کسی کا
ستارے روزنوں تک آ گئے ہیں
(احمد مشتاق)

ابھی تو دن ہے خدا جانے رات تک کیا ہو
اس آفتاب نے سایہ بنا دیا ہے مجھے
(شہزاد احمد)

الاؤ عشق مسلسل میں ہو گیا تقسیم
تمام راستہ اب شعلوں سے روشن ہے
(رفیع رضا)

اِس وقت وہاں کون دھواں دیکھنے جائے
اخبار میں پڑھ لیں گے کہاں آگ لگی تھی
(انور مسعود)

اِسی جزیرہ جائے نماز پر ثروت
زمانہ ہو گیا دست دعا بلند کیے
(ثروت حسین)

اِتنا بھی مجبور نہ کرنا ورنہ ہم کہہ دیں گے
او عالی پر ہنسنے والے! تو عالی بن جائے
(جمیل الدین عالی)

ابھی تو سنگ طفلاں کا ہدف بننا ہے کوچوں میں
کہ راس آتا ہے سب دیوانہ پر آہستہ آہستہ
(شاذ تمکنت)

ایک پتھر کہ دست یار میں ہے
پھول بننے کے انتظار میں ہے
(قمر جمیل)

انتظار مرگ میں ایک جاں کنی سی ہے مجھے
راکھ بنتے بنتے رہ جاتا ہوں جب سوتا ہوں میں
(قمر جمیل)

ابتدا وہ تھی کہ دنیا تھی ملامت گر مری
انتہا یہ ہے کہ کوئی کچھ نہیں کہتا مجھے

اب تو ہر دھڑکن کسی کے پاؤں کی آواز ہے
دل میں یارب کون مصروف خرام ناز ہے
(احسان دانش)

اب یہ صورت ہے دل زار کے بہلانے کی
ذکر ناکامی ارباب وفا کرتے ہیں
(دل شاہ جہان پوری)

اب مجھ کو ہے قرار تو سب کو قرار ہے
دل کیا ٹھہر گیا کہ زمانہ ٹھہر گیا
(سیماب اکبر آبادی)

اے پردہ دار اب تو نکل آ کہ حشر ہے
دنیا کھڑی ہوئی ہے ترے انتظار میں
(سیماب اکبر آبادی)

اس قدر بھی عشق میں شوریدہ سر کوئی نہ ہو
کان دستک پر لگے ہوں اور گھر کوئی نہ ہو
(حمید عاکف)

اُڑتے اُڑتے آس کا پنچھی دُور افق میں ڈوب گیا
روتے روتے بیٹھ گئی آواز کسی سودائی کی
(قتیل شفائی)

اب جو گھر ان پہ گرا ہے تو کھلے ہیں ورنہ
یہ عکس لگتا نہیں تھا کہ مکاں والے ہیں
(شاہین عباس)

اک عمر سے زمانہ تعاقب میں تھا سو میں
آیا نظر کی زد میں بدن ہو کے رہ گیا
(محب عارفی)

ایک رنگ آخری منظر کی دھنک میں کم ہے
موجِ خوں! اٹھ کے ذرا عرصۂ شمشیر میں آ

(عرفان صدیقی)

اسی لیے کوئی دیوار درمیاں نہ رکھی
اُدھر کے لوگ بھی دیکھیں اِدھر کی ویرانی

(محمود اعوان)

اور کیا مجھ سے تری کوزہ گری چاہتی ہے
مَیں یہاں تک تو چلا آیا ہوں گردش کرتا

(رضی اختر شوق)

اتنی سادہ بھی نہیں ہے یہ حکایت کہ تمہیں
جو مکانی نظر آئے وہ مکانی نکلے

(احمد شہزاد)

اسی قبا میں بسر اک زمانہ کر دیا ہے
بدن کو ہم نے پہن کر پرانا کر دیا ہے

(مسعود عثمانی)

اس سے پہلے کہ سکوت اجر عطا کرتا مجھے
مجھ سے اک لفظ ہوا اور مرا رنگ اڑا

(علی زریون)

ایسے نہیں مانوں گا میں ہستی کا توازن
تقطیع کیا جائے یہ مصرع مرے آگے

(عباس تابش)

اس جگہ بینک نہیں ہوتا تھا
اک کتابوں کی دکاں تھی پہلے

(منیر سیفی)

ایسے ظالم ہیں میرے دوست کہ سنتے ہی نہیں
جب تلک خون کی خوشبو سخن سے آئے
(رئیس فروغ)

ایک حد ہے مری اور اس سے زیادہ جو ہے
میں اُسے اپنا بنا لینے کے چکر میں رہا
(افضال نوید)

اتنا خالی تھا اندروں میرا
کچھ دنوں تو خدا رہا مجھ میں
(جون ایلیا)

اُس گلبدن کی بوئے قبا یاد آ گئی
صندل کے جنگلوں کی ہوا یاد آ گئی
(شکیب جلالی)

امید سے کم چشم خریدار میں آئے
ہم لوگ ذرا دیر سے بازار میں آئے
(شہریار)

استخواں توڑی مری اُس کی گلی کے سگ نے
جس خرابی سے میں واں رات رہا مت پوچھو
(میر)

اک پھول محبت کا کھلا تھا مرے دل میں
اور اُس کا جھکاؤ کسی پتھر کی طرف تھا
(حسن عباسی)

(ب)

بہلا نہ دل نہ تیرگی شام غم گئی
یہ جانتا تو آگ لگاتا نہ گھر کو میں
(فانی بدایونی)

بانوئے شہر سے کہہ دو کہ ملاقات کرے
ورنہ ہم جنگ کریں گے وہ شروعات کرے
(افضال احمد سید)

بنائے عشق ترا حسن ہی نہیں اے جان
وہ ایک شعلہ جو عریاں نہیں ہے وہ بھی ہے
(اختر الایمان)

بنانے والے! تری خامیاں نکالتا ہوں
ترے گماں سے زیادہ سنور گیا ہوں میں

(اختر عثمان)

بس ایک بار کسی نے گلے لگایا تھا
پھر اُس کے بعد نہ میں تھا نہ میرا سایہ تھا

(ظفر اقبال)

باہم سلوک تھا تو اٹھاتے تھے نرم گرم
کاہے کو میرؔ کوئی دبے جب بگڑ گئی

(میر)

باولے سے جب تلک بکتے تھے سب کرتے تھے پیار
عقل کی باتیں کیاں، کیا ہم سے نادانی ہوئی

(میر)

بھلا درستی اعضائے پیر کیا ہووے
کہ جیسے رسّی سے لوٹا کواڑ باندھ دیا

(مصحفی)

بوسے لیتا ہوں لب شیریں کے میں جس شوق سے
فاقہ کش مومن نہ اس رغبت سے حلوا کھائے گا

(آتش)

بہ صورت تکلف، بہ معنی تاسف
اسدؔ میں تبسم ہوں پژمردگاں کا

(غالب)

بڑی باریک ہیں واعظ کی چالیں
لرز جاتا ہے آوازِ اذاں سے

(اقبال)

بیمار اپنی جگہ پہ سدا بیمار رہے
یہ چاہتا ہے تو تجویز نہ بیمار نہ کر

(جگر)

بھیڑ تنہائیوں کا میلا ہے
آدمی آدمی اکیلا ہے

(صبا اکبر آبادی)

بے خودی لے گئی کہاں ہم کو
دیر سے انتظار ہے اپنا

(میر)

بیاں خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جواں تھا

(آتش)

بن میں ویراں تھی نظر شہر میں دل روتا ہے
زندگی سے یہ مرا دوسرا سمجھوتا ہے
(غلام محمد قاصر)

بند آنکھوں میں حیا اچھی لگی
اُن کے سونے کی ادا اچھی لگی
(ماجد الباقری)

بدن میں ریت بھر نہیں رہا ہوں میں
یہ ہو رہا ہے کہ نہیں رہا ہوں میں
(نوید رضا)

بجھی روح کی پیاس لیکن سخی!
مرے ساتھ میرا بدن بھی تو ہے
(ثروت حسین)

بت کافر ہو تو ایسا کہ سرِ راہ گزار
پاؤں رکھے تو کہے خلق خدا بسم اللہ!
(فراز)

بوسے کے عوض جو ہو تو ہے مفت
ملتی ہے کہاں دعائے عاشق
(قائم چاندپوری)

بلبل تو باغباں کا تغافل نظر میں رکھ
ہم بھی کسی زمانے میں تھے آشنائے گل
(قائم چاندپوری)

بیداریٔ شب شیخ ہمارے کی مسلّم
کیا جانے پر کس کام میں بیدار رہے ہیں
(قائم چاندپوری)

بوسہ نہیں نہ دیجیے، دشنام ہی سہی
آخر زباں تو رکھتے ہو تم گر دہاں نہیں

(غالب)

بلائیں شاخ گل کی باغ میں جب جاکے لیتے ہیں
تصور میں تری نازک کلائی دیکھنے والے

(داغ)

بھرے بھرے ترے بازو بھرے بھرے ترے گال
جو دیکھے کوئی تو پھر کیوں نہ دم بھرے تیرا

(داغ)

بے وجہ کسی پر کوئی عاشق نہیں ہوتا
ہم عالم اسباب میں قائل ہیں سبب کے

(داغ)

بھٹکتی خواہشیں کیوں منزلوں کو روتی ہیں
طوائفوں کی بھی شادیاں بھی ہوتی ہیں

(سلیم فیروز)

بات کرنی بھی نہ آتی تھی تمہیں
یہ ہمارے سامنے کی بات ہے

(داغ)

بتوں کو دیکھ کے سب نے خدا کو پہچانا
خدا کے گھر تو کوئی بندہ خدا نہ گیا

(یگانہ)

بوئے گل لے گئی بیرون چمن راز چمن
کیا قیامت ہے کہ خود پھول ہے غماز چمن

(اقبال)

بڑے بڑوں کو رام زندگی فریب دے گئی
کسی پہ خاک ڈال کر، کسی کو پھول مار کے

(رام ریاض)

باگیں کھنچیں، مسافتیں کڑکیں، فرس رُکے
ماضی کے رتھ سے کس نے پلٹ کر نگاہ کی

(مجید امجد)

بے پردہ غیر پاس اُسے بیٹھا نہ دیکھتے
اُٹھ جاتے کاش ہم بھی جہاں سے حیا کے ساتھ

(مومن)

بن چاک سینہ بیچ محبت کی جا نہیں
جس گھر کا در کھلا نہیں اس میں ہوا نہیں

(یقین)

بہت رُک رُک کے چلتی ہے ہوا خالی مکانوں میں
بجھے ٹکڑے پڑے ہیں سگرٹوں کے راکھ دانوں میں
(احمد مشتاق)

بہت شفاف تھے جب تک کہ مصروفِ تمنا تھے
مگر اس کار دنیا میں بڑے دھبے لگے ہم کو
(احمد مشتاق)

بہت اداس ہو تم اور میں بھی بیٹھا ہوں
گئے دنوں کی کمر سے کمر لگائے ہوئے
(احمد مشتاق)

بھنور کی چیخ بلاتی رہی مگر اے شاذ
اندھیری رات تھی موجوں کا نقش پا نہ ملا
(شاذ تمکنت)

باغ روتا ہے اسیران قفس کو شاید
دامن سبزہ و گل صبح کو نم ہوتا ہے

(آسی الدنی)

بجلی کی تانک جھانک سے تنگ آ گئی ہے جاں
ایسا نہ ہو کہ پھونک دوں خود آشیاں کو میں

(جلیل مانک پوری)

بس یونہی گھاٹ پہ جا بیٹھا ہوں
ورنہ دریا میرا کیا لگتا ہے

(بیدل حیدری)

بات سے بات نکلنے کے وسیلے نہ رہے
لب رسیلے نہ رہے نین نشیلے نہ رہے

(خالد احمد)

بہت سے نشے ہوا ہو گئے، بہت سے خاک
بس ایک جاری و ساری کا جام جاری ہے

(شاہین عباس)

بیٹھا ہوں میں گھر کی سیڑھیوں میں
یاد آ رہا ہے زوال اپنا

(شاہین عباس)

بدن بجھا ہوا، روشن ہوا، کمال ہوا
یہ کس چراغ کی لَو سے مرا وصال ہوا

(شاہین عباس)

بعض اوقات میں نشے میں نہیں بھی ہوتا
میری ہر بات مری بات نہ سمجھی جائے

(منیر سیفی)

برجیاں دھول میں گم، در خس و خاشاک میں گم
شہر اپنا ہے نظارہ یہ کہیں اور کا ہے
(علی اختر جعفری)

برف جھڑتی ہے پہاڑوں کی قدیمی آنکھ سے
بہہ رہی ہے چودہ صدیوں کی یتیمی آنکھ سے
(عامر سہیل)

بڑھا کے ہاتھ جلا دے اے مرے سائیں
کہ تیرے ہاتھ سے بہتر چراغ جلتا ہے
(ناصر علی)

بات سے بات نکلنے کے وسیلے نہ رہے
لب اس لیے نہ رہے تم نشیلے نہ رہے

(خالد احمد)

بہت سی آنکھیں بہت سے چہرے مرے ترے درمیاں کھڑے ہیں
مرے لبوں سے ترے لبوں تک ہزار بوسوں کے فاصلے ہیں

(ساقی فاروقی)

(پ)

پڑا جو زلف کا سایہ تو میرے ساقی نے
جھٹک کے رکھ دیا ساغر کہ ہے شراب میں سانپ

(نامعلوم)

پری شیشے میں اتری کیسے یا تالب میں روح آئی
عجب انداز سے آغوش میں وہ نازنیں آیا

(آتش)

پری شیشے میں اتری کیجئے یا مطلبیں گر اتر رہ دم جا لب میں

پڑا ہے شہر میں چاندی کے برتنوں کا رواج
سو اس عذاب سے اب کوزہ گر نکلتا ہے

(محمد مختار علی)

سر پڑ گیا ہے خدا سے کام مجھے
اور خدا کا کوئی پتا ہی نہیں

(فیضی)

پہنچا ہے شب کمند لگا کر وہاں رقیب
سچ ہے حرام زادے کی رسی دراز ہے

(ذوق)

پھر ایک دن ہوا نے کہا میں تو تھک گئی
خوشبو کا بوجھ میری کمر کو جھکا گیا

(وزیر آغا)

پرندے، پھول، پانی گر خوشی سے اذن دے دیں
تو ہم اس باغ میں کچھ دن ٹھہرنا چاہتے ہیں

(اظہار الحق)

پورا مہ صیام کریں گے نہ شیخ جی
حضرت کا چار دن میں پلیتھن نکل گیا

(داغ)

پوچھتے ہیں حضرت زاہد سے رند
دام کیا ہیں جامہ احرام کے

(داغ)

پہلے تو میری یاد سے آئی حیا انہیں
پھر آئنے میں چوم لیا اپنے آپ کو

(شکیب)

پہلے ہر بات پہ ہم سوچتے تھے
اب فقط ہاتھ اٹھا دیتے ہیں

(باقی صدیقی)

پوچھتے ہیں وہ حال دل باقی
یہ بھی گویا مرے بیاں تک ہے
(باقی صدیقی)

پھر وہی کہنے لگے تو مرے گھر آیا تھا
چاند جن چار گواہوں کو نظر آیا تھا
(غلام محمد قاصر)

پس پردہ بھی تکلم سے گریزاں رہنا
لوگ آواز سے تصویر بنا لیتے ہیں
(جان کاشمیری)

پارساؤں نے بڑے ظرف کا اظہار کیا
ہم سے پی اور ہمیں رُسوا سرِ بازار کیا
(عطا شاد)

پہلے ہی دن کھلا ہے جواب و سوال میں
کچھ حُسن اُس کے دِل میں ہے کچھ خدوخال میں

(معین نظامی)

پل بھر وہ چشمِ تر سے مجھے دیکھتا رہا
پھر اُس کے آنسوؤں سے مری آنکھ بھر گئی

(مقبول عامر)

پلٹ پڑا ہوں شعاعوں کے چیتھڑے اوڑھے
نشیبِ زینۂ ایام پر عصا رکھتا

(مجید امجد)

پیاس بچے کی طرح ہے اسے بہلاتا ہے
کوئی تصویر بنا بہتے ہوئے پانی کی

(توقیر عباس)

پیڑ موجود رہے نقشِ کفِ پا بن کر
صاحبِ شیوۂ ایثار کہاں جاتے ہیں

(توقیر عباس)

پکارتی تھی بنی، بھٹک گئے ریوڑ
نئے گیاہ، نئے چشمۂ رواں کے لیے

(مجید امجد)

پاؤں اٹھتے ہیں کسی موج کی جانب لیکن
روک لیتا ہے کنارا کہ ٹھہر! پانی ہے

(اکرم محمود)

پل بھر کی یہ تانیں ہیں پلک بھر کے یہ چلنے
شاید نہ سنو بعد میں سازینہ ہمارا

(اختر عثمان)

پارسائی کی جواں مرگی نہ پوچھ
توبہ کرنی تھی کہ بدلی چھا گئی
(اختر شیرانی)

پھینک آئیں ہم کہاں دل خانہ خراب کو
تم نے تو کہہ دیا کہ اسے کیا کریں گے ہم
(امید امیٹھوی)

پاؤں کی فکر نہ کر بار کم و بیش اتار
اصل زنجیر تو سامان سفر ہے سائیں
(عرفان صدیقی)

پانی قبول ہی نہیں کرتا تھا میری لاش
دریا کو اپنا نام بتانا پڑا مجھے

(منیر سیفی)

پکا رستہ، کچی سڑک اور پھر پگ ڈنڈی
جیسے کوئی چلتے چلتے تھک جاتا ہے

(مسعود عثمانی)

(ت)

تیری آنکھوں پہ مرا خواب سفر ختم ہوا
جیسے ساحل پر اُتر جائے سفینہ میرے دوست

(ادریس بابر)

تو پھر ہم گھروندا بنائیں ہی کیوں
سمندر سے اک موج کم کیا کریں

(ادریس بابر)

تو کہاں تھی اے اجل اے نامرادوں کی مراد
مرنے والے راہ تیری عمر بھر دیکھا کیے

(فانی بدایونی)

تجھے یہ ضد ہے مگر اس طرح نہیں ہوتا
کہ تو بھی زندہ رہے داستاں بھی زندہ رہے

(عرفان ستار)

تو میرے ساتھ کہاں تک چلے گا میرے غزال
میں راستہ ہوں مجھے شہر سے گزرنا ہے
(افتخار نسیم)

تتلی اُڑتا بھول گئی
بچی پھر بھی ہنسی نہیں
(خلش مظفر)

ترک تعلقات کوئی مسئلہ نہیں
یہ تو وہ راستہ ہے کہ بس چل پڑے کوئی
(جون ایلیا)

تو نے جلوہ نہیں اُس شوخ کا دیکھا ناصح!
حق بہ جانب ہے نصیحت تری، معذور ہے تو
(میر حسن)

تمھارے دل سے کدورت مٹائے تو جانیں
کھلا ہے شہر میں اک محکمہ صفائی کا

(اسمٰعیل میرٹھی)

تری نگاہ مرا ساتھ کیوں نہیں دیتی
میں تھک گیا ہوں اشاروں میں بات کرتے ہوئے

(فیضی)

تو نے کیا کھول کے رکھ دی ہے لپیٹی ہوئی عمر
تو نے کن آخری لمحوں میں پکارا ہے مجھے

(فیضی)

تو نے دیکھا نہیں اے نکہتِ گل!
تیرے پہلو میں رواں تھے ہم بھی

(احمد فاروق)

تبھی سے ہم کو وہ کہتا تھا "چل بے دال فے ہو جا"
معلم اُس کو جن روزوں الف، بے، تے پڑھاتا تھا

(جرأت)

تری گلی سے گزرتا ہوں اس طرح ظالم
کہ جیسے ریت سے پانی کی دھار گزرے ہے

(سودا)

تھا ارادہ تری فریاد کریں حاکم سے
وہ بھی کمبخت ترا چاہنے والا نکلا

(نظیر)

تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے
ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا

(مومن)

تفتیش جو کرتے ہیں مری حالتِ دل کی
درپردہ پتا پوچھتے ہیں تیرے مکاں کا
(آتش)

ترکِ تعلقات پہ رویا نہ تو نہ میں
لیکن یہ کیا کہ چین سے سویا نہ تو نہ میں
(خالد احمد)

تم ناحق ناراض ہوئے ہو ورنہ میخانے کا پتا
ہم نے ہر اُس شخص سے پوچھا جس کے نین نشیلے تھے
(غلام محمد قاصر)

تم کو مری افتاد کا اندازہ نہیں ہے
تنہائی صلہ ہے مرا خمیازہ نہیں ہے
(خورشید رضوی)

تعریف کیا ہو قامتِ دلدار کی شکیب
تجسیم کر دیا ہے کسی نے الاپ کو

(شکیب)

تو نے کہا نہ تھا کہ میں کشتی پہ بوجھ ہوں
آنکھوں کو اب نہ ڈھانپ مجھے ڈوبتے بھی دیکھ

(شکیب)

تمہارا کیا ہے تمہاری تو ایک کشتی تھی
ہمارے ہاتھ سے دریا گیا کنارا گیا

(ارشد نسیم)

توڑ دی اُس نے وہ زنجیر ہی دلداری کی
اور تشہیر کرو اپنی گرفتاری کی

(عرفان صدیقی)

تو نے مٹی سے الجھنے کا نتیجہ دیکھا
ڈال دی میرے بدن نے تری تلوار پہ خاک

(عرفان صدیقی)

تجدیدِ وفا آج بھی ممکن ہے کہ اس کو
خط پھاڑنا آیا ہے جلانا نہیں آیا

(نذر جاوید)

تم نے کی دل کی طلب، ہم نے کہا "دیں گے" ولیک
یوں یہ فرمائشیں ہوتی ہیں سرانجام کہیں

(قائم چاندپوری)

تالیفِ نسخہ ہائے وفا کر رہا تھا میں
مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا

(غالب)

ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

(غالب)

تو اور آرائش خم کاکل
میں اور اندیشہ ہائے دور دراز

(غالب)

تم زمانے کی راہ سے آئے
ورنہ سیدھا تھا راستہ دل کا

(باقی صدیقی)

تھکن بہت تھی مگر سایۂ شجر میں جمال
میں بیٹھتا تو مرا ہمسفر چلا جاتا

(جمال احسانی)

تیرے خوش پوش فقیروں سے وہ ملتے تو سہی
جو یہ کہتے ہیں وفا پیرہن چاک میں ہے
(سید عابد علی عابد)

تم ہی انصاف سے اے حضرت ناصح کہہ دو
لطف اِن باتوں میں آتا ہے کہ اُن باتوں میں
(داغ)

تم نے تو بچھڑنے میں ذرا دیر نہیں کی
کچھ دیر تو اٹھتا ہے چراغوں سے دھواں بھی
(توقیر عباس)

تو نہیں مانتا مٹی کا ہوا ہو جانا
تو ابھی رقص کروں؟ بن کے دکھاؤں تجھ کو؟
(مبشر سعید)

تقدیر کی مجھ سے یوں ہی تکرار چلے گی
میں چھاؤں میں بیٹھوں گا تو دیوار چلے گی

مسلم سلیم
(نامعلوم)

تھے جنہیں ذوق تماشا وہ تو رخصت ہو گئے
لے کے اب تو وعدہ دیدار عام آیا تو کیا

(اقبال)

تو نے یہ کیا غضب کیا مجھ کو بھی فاش کر دیا
میں ہی تو ایک راز تھا سینہ کائنات میں

(اقبال)

تیری راہیں تکتے آنکھیں سوج گئیں
تیری چاپ ترستے دل پامال ہوا

(رام ریاض)

تیرے غم میں چھٹ گئے سینے راہوں کے
کیا بتلاؤں پیڑوں کا جو حال ہوا

(رام ریاض)

تہِ خاک کرمک دانہ جو بھی شریک رقص حیات ہے
نہ بس ایک جلوہ طور ہے، نہ بس ایک شوق کلیم ہے

(مجید امجد)

ترے فرق ناز پہ تاج ہے مرے دوش غم پہ گلیم ہے
تری داستاں بھی عظیم ہے، مری داستاں بھی عظیم ہے

(مجید امجد)

تالی بجی تو سامنے ناٹک کی رات تھی
آنکھیں کھلیں تو بجھتے دلوں کا نظارا تھا

(مجید امجد)

ترے ابرو کی گر پہنچے خبر مسجد میں زاہد کوں
تماشا دیکھنے آوے ترا محراب سوں اٹھ کر

(ولی)

تری زلفاں کی طولانی کو دیکھے
مجھے لیل زمستاں یاد آوے

(ولی)

تجھ چال کی قیمت سوں دل ہے میرا واقف
اے مان بھری چنچل ٹک بھاؤ بتاتی جا

(ولی)

تجھ عشق میں جل جل کر سب تن کوں کیا کاجل
یہ روشنی افزا ہے انکھیاں کو لگاتی جا

(ولی)

تو نہ تھا، حیف! یقیں ورنہ روا نہ ہوتا
آج اِس طرح کا دیکھا ہے پری زاد کہ بس!

(یقین)

تُو نے چپ سادہ لی موضوعِ محبت دے کر
گفتگو تجھ سے جو ہونی تھی زمانے سے ہوئی

(شاہین عباس)

ترکِ محبت کرنے والو کون بڑا جگ جیت لیا
عشق سے پہلے کے دن سوچو کون ایسا سکھ ہوتا تھا

(فراق)

ترے غیاب کو موجود میں بدلتے ہوئے
کبھی میں خود کو ترے نام سے بلاتا ہوا

(عطاءالمصطفیٰ ترک)

ستاروں کو شکست دینے والے
روئے تھے چراغ سے لپٹ کر

(شاہین عباس)

تم مری خاک جو گلیوں سے اٹھا لائے ہو
یہ تو بتلاؤ تمھیں کوزہ گری آتی ہے؟

(نوید صادق)

تیری آنکھوں پہ مرا خواب سفر ختم ہوا
جیسے ساحل اتر جائے سفینے مرے دوست

(ادریس بابر)

تو پھر ہم گھروندا بنائیں ہی کیوں
سمندر سے اک موج کم کیا کریں

(ادریس بابر)

تو اگر سن نہیں پایا تو مجھے غور سے دیکھ
بات ایسی ہے کہ دہرائی نہیں جائے گی

(فیضی)

(ٹ)

ٹوٹے پیڑوں کی ٹہنیوں سے ٹپکے
بچے سے، یادوں کی رو میں بہتے جب میں

(مجید امجد)

ٹھنڈے موسم میں پکارا کوئی ہم آتے ہیں
جس میں ہم کھیل رہے تھے وہ گلی یاد نہیں

(احمد مشتاق)

(ث)

ثابت ہوا سکون دل و جاں کہیں نہیں
رشتوں میں ڈھونڈتا ہے تو ڈھونڈا کرے کوئی

(جون ایلیا)

(ج)

جب چلی اپنوں کی گردن پہ چلی
چوم لوں منہ آپ کی تلوار کا

(شاہد رفی)

جیب خالی ہو تو دانائی کا اظہار نہ کر
ایسی باتوں کا بڑے لوگ برا مانتے ہیں

(رام ریاض)

جو شخص حالات کی مجبوریاں سمجھتا ہے
ہر آدمی نظر آتا ہے بے قصور اسے

(انور شعور)

جنوں کا پوچھیے ہم سے کہ شہر کا ہر چاک
اسی دکانِ رفوگر سے ہو کے جاتا ہے

(ذوالفقار عادل)

جہاں ہے پیاس وہاں سب گلاس خالی ہیں
جہاں ندی ہے وہاں تشنگی بہت کم ہے

(شکیل اعظمی)

جو کوئی آوے ہے نزدیک ہی بیٹھے ہے ترے
ہم کہاں تک ترے پہلو سے سرکتے جاویں

(میر حسن)

جو میرے ساتھ تھا چھت کی کھلی اداسی میں
بچھڑ گیا ہے کہیں سیڑھیاں اترتے ہوئے

(فیضی)

جائے عبرت ہے خاک دانِ جہاں
تو کہاں منہ اٹھائے جاتا ہے

(میر)

جو کوئی دے مجھے دامن پسار کر دشنام
مرے بھی ہاتھ ہیں کچھ صرف آستیں تو نہیں

(سودا)

جب اپنے بندِ قبا تم نے جان کھول دیے
صبا نے باغ میں جا گل کے کان کھول دیے

(سودا)

چمن میں کل نہا کر اُس نے جو بال باندھے
ہم نے بھی اپنے دل میں کیا کیا خیال باندھے

(مصحفی)

جب فرق بے کلاہ ہُوا چین آگیا
راحت زیادہ تر ہو اگر تن برہنہ ہو

(مومن)

جھنجھلاتے ہو کیا دیجیے اک بوسہ دہن کا
ہو جائیں گے لب بند تو غوغا نہ کریں گے

(مومن)

جس جگہ بیٹھے ہیں بادیدۂ نم اُٹھے ہیں
آج کس شخص کا منہ دیکھ کے ہم اُٹھے ہیں

(ذوق)

جان کر من جملۂ خاصانِ میخانہ مجھے
مدتوں رویا کریں گے جام و پیمانہ مجھے

(جگر)

جام سے توبہ شکن، توبہ مری جام شکن
سامنے ڈھیر ہے ٹوٹے ہوئے پیمانوں کا

(ریاض)

جن سے مل کر زندگی سے عشق ہو جائے وہ لوگ
آپ نے دیکھے نہیں ہوں گے مگر ایسے بھی تھا

(سرور)

جائیں گے ہم بھی خواب کے اُس شہر کی طرف
کشتی پلٹ تو آئے مسافر اُتار کے

(وزیر آغا)

جانے کس دن ایک نکتہ سارے نکتے کھول دے
روز سر کاغذ کی دیواروں سے ٹکراتا ہوں میں

(خالد احمد)

جاگ اُٹھے بت تو پرستش سے بھی راضی نہ ہوئے
شہر سنگ میں سوئے تھے کس آرام کے ساتھ
(غلام محمد قاصر)

جب خیال آتا ہے ہر اک فرد ہے خنجر بکف
گھر میں بیٹھا ڈھونڈتا رہتا ہوں گھر کا راستہ
(ماجد الباقری)

جب اُس کی زلف میں پہلا سفید بال آیا
تو اُس کو میرے وصال کا خیال آیا
(شہزاد احمد)

جانے کس زخم کی نسبت سے مجھے دیکھتا ہے
وہ غزال آج بھی وحشت سے مجھے دیکھتا ہے
(لیاقت علی عاصم)

جب شام ہوئی میں نے قدم گھر سے نکالا
ڈوبا ہوا خورشید سمندر سے نکالا

(ثروت حسین)

جب انتظار کے لمحے پگھلنے لگتے ہیں
گلی کے لوگ مرے دل پہ چلنے لگتے ہیں

(عباس تابش)

جو زمیں کے نیچے سے اٹھ سکو تو ملو ہمیں
سرِ شام پھر کسی سیرگاہ میں جا ملے

(اظہار الحق)

جن کے بغیر جی نہیں سکتے تھے جیتے ہیں
بس طے ہوا کہ لازم و ملزوم کچھ نہیں

(ضیاء حسن)

جھولا پڑا نہ چھاؤں میں بیٹھا کوئی فقیر
شیشم کا پیڑ شہر میں بے آبرو ہوا
(حسین مجروح)

جو منہ کو آ رہی تھی وہ لپٹی ہے پاؤں سے
بارش کے بعد خاک کی سیرت بدل گئی
(حسین مجروح)

جمع چھوڑے ہے زمانہ دو کویاں باہم کہاں
ہے یہ محبت مختنم پھر تم کہاں اور ہم کہاں
(قائم چاند پوری)

جیسے دوزخ کی ہوا کھا کے ابھی آیا ہو
کس قدر واعظ مکار ڈراتا ہے مجھے
(یگانہ)

جوش وحشت میں کسی سمت نکل جاؤں گا
ایک فہرست مرے پاس ہے ویرانوں کی

(نامعلوم)

جب کسی ناصح نے بات اگلے ہی وقتوں کی کہی
آرزو دیکھا نہیں اس عمر میں اس یاد کا

(داغ)

جو مرے کفر کا نہیں قائل
اس کے ایمان میں خلل ہو گا

(ارشد ملتانی)

جسے دیکھنے کی خاطر میں تمام رات جاگا
وہی خواب رو رہا ہے مری نیند کے زیاں پر

(غلام حسین ساجد)

جدائی میں بھی پیمانِ ازل نہیں بھولے اب تک
وہاں بھی آپ ہی کے تھے یہاں بھی آپ ہی کے ہیں

(بے خود دہلوی)

جھونکا تھا گریز کے نشے میں
دیوار گرا گیا ہماری

(شاہین عباس)

جو دیا تو نے وہ ہم نے صورتِ زر رکھ لیا
تو نے پتھر دے دیا تو ہم نے پتھر رکھ لیا

(عدیم ہاشمی)

جس طرح لوگ خسارے میں بہت سوچتے ہیں
آج کل ہم ترے بارے میں بہت سوچتے ہیں

(اقبال کوثر)

جمنا تٹ سے ساتھ ہمارا اِک تٹ پر چھوڑ دیا
اُن کا بچھڑنا ہم سے یارو ایک قصہ تاریخی ہے

(ماجد الباقری)

جیتے جی کوچۂ دلدار سے جایا نہ گیا
اُس کی دیوار کا سر سے مرے سایہ نہ گیا

(میر)

جان جاتی دکھائی دیتی ہے
موت آتی نظر نہیں آتی

(عاشق رضا)

جب بھی دیکھا ہے تجھے عالمِ نو دیکھا ہے
مرحلے طے نہ ہوئے تیری شناسائی کے

(ندیم)

جاتی ہے حاسداں کے یوں دل میں بیت میری
سینے میں دشمناں کے جیوں ذوالفقار جاوے

(ولی)

جیوں گا میں بھی ابد زار مرگ میں آخر
حیات! تجھ سے تعلق تو حادثاتی ہے

(اقتدار جاوید)

جو جاگتا نظر آتا ہے وہ بھی نیند میں ہے
جو سو رہا ہے ابھی اور جاگ سکتا تھا

(اجمل سراج)

جس کو جانا ہی نہیں اُس کو خدا کیوں مانیں
اور جسے جان چکے ہیں وہ خدا کیسے ہو!

(شہزاد احمد)

جانے کس دم نکل آئے ترے رخسار کی دھوپ
مدتوں دھیان ترے سایہ در پر رکھا

(احمد مشتاق)

جو بناتا ہے یہاں باغ ارم شداد ہے
سیاتری دنیا کی آرائش بھی اک الحاد ہے

(شہزاد احمد)

جس سورج کی آس لگی ہے شاید وہ بھی آئے
تم یہ کہو، خود تم نے اب تک کتنے دیے جلائے

(جمیل الدین عالی)

جب ہم ہی نہ مہکے پھر صاحب
تم باد صبا کہلاؤ تو کیا!

(عبید اللہ علیم)

(چ)

چلے تو پاؤں کے نیچے کچل گئی کوئی شے
نشے کی جھونک میں دیکھا نہیں کہ دنیا ہے

(شہاب جعفری)

چمن بندیوں کے سنہری اصول
کوئی بھی پرندہ نہیں مانتا

(مظفر حنفی)

چاہت روگ بڑا ہے جی کا میر اس سے پرہیز بھلا
اگلے لوگ سنا ہے ہم نے دل نہ کسو سے لگاتے تھے

(میر)

چراغ بزم ابھی جانِ انجمن نہ بجھا
کہ یہ بجھا تو ترے خد و خال سے بھی گئے

(عزیز حامد مدنی)

چار جانب ہوں فصیلیں اور در کوئی نہ ہو
اس ملامت سے تو بہتر ہے کہ گھر کوئی نہ ہو

(ممتاز اطہر)

چشم اس گل سے دور ہیں کس کام
بے چمن آب شار سے کیا حظ

(قائم چاند پوری)

چراغ بجھتے چلے جا رہے ہیں سلسلہ وار
میں خود کو دیکھ رہا ہوں فسانہ ہوتے ہوئے

(جمال احسانی)

چشمِ ہم سفراں یاد نہیں
کون بچھڑا تھا کہاں یاد نہیں

(باقی صدیقی)

چارہ سازوں کے سرد ماتھے پر
عرقِ انفعال ہیں ہم لوگ

(باقی صدیقی)

چھلک رہا ہے قبائے حیاسے اس کا شباب
شراب جرأت ِ مے خوار کی تلاش میں ہے

(محب عارفی)

چاند جب دور افق میں ڈوبا
تیرے لہجے کی تھکن یاد آئی

(احمد ندیم قاسمی)

چاند نکلا تو ہم نے وحشت میں
جس کو دیکھا اسی کو چوم لیا
(ناصر کاظمی)

چاک دل کا بہت نمایاں ہے
کون سیکھے رفوگری ہم سے
(ذوالفقار عادل)

نجات اس زندگی کی قید سے اور داد کو پہنچے
وصیت ہے ہمارا خوں بہا جلاد کو پہنچے
(یقین)

چند بڑے لوگوں سے مل کر میں نے یہ محسوس کیا ہے
اپنی بابت نا اہلوں کو کیا دلچسپ گماں ہوتے ہیں
(شاد عارفی)

چمن! اسے اتفاق کہہ لے، گری تو ہے آشیاں پہ بجلی
نہ دو قدم آشیاں سے پیچھے نہ دو قدم آشیاں سے آگے

(اجتبیٰ رضوی)

چاند ڈوبا تو دکھائی نہ دیا سایہ بھی
گھل گیا رات کی تاریکی میں شفاف بدن

(شہزاد احمد)

چمن سے توڑ کر گل لے گیا بولی نہ کچھ بلبل
جو میں ہوتا تو گلچیں کے گلے کا ہار ہو جاتا

(جلیل مانک پوری)

چلو اچھا ہوا کام آ گئی دیوانگی اپنی
وگرنہ ہم زمانے بھر کو سمجھانے کہاں جاتے

(قتیل شفائی)

چلتے چلتے میں رکا ہوں یک دم
میری زنجیر خفا ہو گئی ہے
(شاہین عباس)

چاہتی ہے کہ کہیں مجھ کو بہا کر لے جائے
تم سے بڑھ کر تو مجھے موج فنا چاہتی ہے
(عرفان صدیقی)

چوم لو اس کو اسی لمحۂ مدہوشی میں
آخر خواب وہی بے سروسامانی ہے
(علی افتخار جعفری)

(ح)

حُسن کو اک حُسن ہی سمجھے نہیں، اور اے فراق
مہرباں نامہرباں کیا کیا سمجھ بیٹھے تھے ہم
(فراق)

حد سے زیادہ جور و جفا خوش نما نہیں
ایسا سلوک کر کہ تدارک پذیر ہو
(میر)

حکم آب رواں رکھے ہے حُسن
بہتے دریا میں ہاتھ دھولو تم
(میر)

حسن جس رنگ میں ہوتا ہے جہاں ہوتا ہے
اہلِ دل کے لیے سرمایۂ جاں ہوتا ہے
(جگر)

حرم و دیر میں رندوں کا ٹھکانہ ہی نہ تھا
وہ تو یہ کہیے اماں مل گئی میخانے میں
(جگر)

حیرت سے جو یوں میری طرف دیکھ رہے ہو
لگتا ہے کبھی تم نے سمندر نہیں دیکھا
(انس معین)

حاصل ہے کیا سوائے ترائی کے دہر میں
اُٹھ آسماں تلے سے کہ شبنم بہت ہے یاں
(میر)

حسنِ غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد
بارے آرام سے ہیں اہلِ جفا میرے بعد

(غالب)

حسن کو حسن بنانے میں مرا ہاتھ بھی ہے
آپ مجھ کو نظر انداز نہیں کر سکتے

(رئیس فروغ)

حنا کے واسطے سکھیاں، ہتھیلی اُس کی کھولیں گی
تو پہلی بار وہ سچی لکیریں جھوٹ بولیں گی

(غلام محمد قاصر)

حوروں کے ہاتھ پڑ گئے جنت میں ہم غریب
کیا آدمی کا بس ہے جو اپنا مکاں نہ ہو

(داغ)

حُسن بے پروا کو اپنی بے نقابی کے لیے
ہوں اگر شہروں سے بَن پیارے تو شہر اچھے کہ بَن

(اقبال)

حُسن تھا پردۂ تجرید میں سب سوں آزاد
طالبِ عشق ہوا صورتِ انسان میں آ

(ولی)

حنائے ناخنِ پا ہو کہ حلقۂ سر زلف
چھپاؤ بھی تو یہ جادو نکل ہی آتے ہیں

(تاثیر)

حرف کی لو میں اِدھر اور بڑھا دیتا ہوں
آپ بتلائیں تو یہ خواب جدھر سے کم ہے

(ادریس بابر)

(خ)

خفا نہ ہو تو یہ پوچھوں کہ تیری جان سے دور
جو تیرے ہجر میں جیتا ہے مر بھی سکتا ہے
(فانی بدایونی)

خدا کو مان کہ تجھ لب کو چومنے کے سوا
کوئی علاج نہیں آج کی اداسی کا
(ظفر اقبال)

خدا کو کام تو سونپے ہیں میں نے سب لیکن
رہے ہے خوف مجھے واں کی بے نیازی کا
(میر)

خفا نہ ہو جو ترے ہاتھ چھو لیے میں نے
کہ یہ مقام تو ویسے بھی درگزر کا ہے
(اسلم انصاری)

خفا نہ ہو جو ہوئے گال نیلے، بوسوں سے
چمن اداس مری جان بغیر سوسن تھا
(آتش)

خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کی
یہ بے کسوں کے مزاروں کا شامیانہ ہوا
(آتش)

،، خواب میں ہاتھ تھامنے والے
دیکھ بستر سے گر پڑا ہوں میں
(لیاقت علی عاصم)

خوش لباسی ہے بڑی چیز مگر کیا کیجے
کام اس پل نے ترے جسم کی عریانی سے

(ثروت حسین)

خود سے جو بات بھی کرتے ہیں خدا سنتا ہے
خود کلامی کہاں ممکن ہے کلیسی کیجے

(ذوالفقار عادل)

خوں ہے دل خاک میں احوال بتاں پر یعنی
اُن کے ناخن ہوئے محتاج حنا میرے بعد

(غالب)

خموشیٔ شب ہجراں سے گفتگو کے لیے
دیے کی لو کو ہم اپنی زبان بناتے ہیں

(محسن چنگیزی)

خفا کب انکار اڑاتے ہیں سب انداز شباب
عمر گزری ہے اسی رنگ میں وحشت کرتے

(محسن چنگیزی)

خار حسرت بیان سے نکلا
دل کا کانٹا زبان سے نکلا

(داغ)

خودکلامی کے بھنور میں ڈوبتی پرچھائیں بن کر رہ گئے ہیں
اس اندھیری رات میں گھر سے نکلتے تو ستارہ یاب ہوتے

(ثروت حسین)

خودی کا نشہ چڑھا آپ میں رہا نہ گیا
خدا بنے تھے یگانہ مگر بنا نہ گیا

(یگانہ)

خفیف مجھ سے اُلجھ کر عبث ہوا واعظ
کہ میں تو مست تھا کیا اُس کو بھی شعور نہ تھا

(یقین)

خلوت ہو، اور شراب ہو معشوق سامنے
زاہد! تجھے قسم ہے، جو تو ہو تو کیا کرے

(یقین)

خود اپنے ہاتھ کی ہیبت سے کانپ جاتا ہوں
کبھی کبھی کسی دشمن پہ وار کرتے ہوئے

(آفتاب حسین)

خیر بدنام تو پہلے بھی بہت تھے لیکن
تجھ سے ملنا تھا کہ پر لگ گئے رسوائی کو

(احمد مشتاق)

خلق بے پروا، خدا بندوں سے تنگ آیا ہوا
میں اکیلا پھر رہا ہوں حشر کے میدان میں
(شہزاد احمد)

خاک ہیں اب تری گلیوں کی وہ عزت والے
جو ترے شہر کا پانی نہ پیا کرتے تھے
(شہزاد احمد)

خواب میں جو کچھ دیکھ رہا ہوں اس کا دکھانا مشکل ہے
آئینے میں پھول کھلا ہے ہاتھ لگانا مشکل ہے
(قمر جمیل)

خود فراموشی کے ڈر سے میں نے
آگ پر آگ لکھا خاک پر خاک
(ادریس بابر)

خامشی لایعنی بن جائے تو باتیں کرو
گفتگو ہوگی تو حرفِ معتبر بھی آئے گا

(ذکا صدیقی)

(د)

دِل کا اُجڑنا سہل سہی! بسنا سہل نہیں ظالم
بستی بسنا کھیل نہیں! بستے بستے بستی ہے

(فانی)

دیکھے ہیں بہت ہم نے ہنگامے محبت کے
آغاز بھی رُسوائی انجام بھی رُسوائی

(صوفی تبسم)

دِل، کہ شاید تجھے نظر آئے
نظر آئے تو یہ نظارا دیکھ
دیکھ کیا کیا اُجڑ گئے ہیں ہم
دیکھ! اے خوگر تماشا دیکھ!

(اجمل سراج)

دیکھ عبادت گاہ کے دروازے پر بھیڑ فقیروں کی
اتنا چلے اور ایک قدم کی مسافت ان پر بار ہوئی

(جمال احسانی)

دور بہت بھاگو ہو ہم سے سیکھ طریق غزالوں کا
وحشت کرنا شیوہ ہے کیا اچھی آنکھوں والوں کا؟

(میر)

دنیا ہے مرے پاس مری جان! سند یں ہے
اک تو ہے سو کچھ تیرا بھروسا بھی نہیں ہے

(میر حسن)

دل وہ نگر نہیں کہ پھر آباد ہو سکے
پچھتاؤ گے سنو ہو! یہ بستی اجاڑ کے

(میر)

دل میں سودے تھے بہت پر حضور یار
نکلا نہ ایک حرف بھی میری زبان سے

(میر)

دل کے ٹکڑوں کو بغل بیچ لیے پھرتا ہوں
کچھ علاج ان کا بھی اے شیشہ گراں ہے کہ نہیں

(سودا)

دست گستاخ میں قزاق کا پاتا ہوں ہنر
ایک دن یار میرے ہاتھ سے عریاں ہوگا

(آتش)

در بہ در ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے
وہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے

(مومن)

دونوں جہان دے کے وہ سمجھے، یہ خوش رہا
یاں آ پڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں

(غالب)

دیکھ کر کتنے نصاریٰ تجھ کو مومن ہو گئے
بلکہ مومن بھی کئی اسلام سے جاتے رہے

(مصحفی)

دل کہ شامل ہے یگانوں میں نہ بیگانوں میں
لیکن اُس جلوہ گہِ ناز سے اٹھتا بھی نہیں

(فراق)

دل جلے روئے ہیں شاید اس جگہ اے کوئے دوست!
خاک کا اتنا چمک جانا ذرا دشوار تھا

(فراق)

درمیاں اور دیوار کا مت اضافہ کرے
میرے بھائی سے کہہ دو مکاں چھوڑ جاؤں گا میں
(ممتاز اطہر)

دو پاؤں کے نشاں ہیں کنارے کی ریت پر
دریا تک آ کے سوچ رہا ہوں کدھر گئے
(ماجد الباقری)

دل کے اندر گرا تھا خون کہیں
فرش کیوں لال ہو گئے میرے
(ظفر اقبال)

دو جگہ رہتے ہیں ہم ایک تو یہ شہر ملال
ایک وہ شہر جو خوابوں میں بسایا ہوا ہے
(عرفان صدیقی)

دیکھتا جاتا ہوں اشیائے تصرف کی طرف
یہ کھلونے ٹوٹ جانے کے لیے موجود ہیں

(ثروت حسین)

دیکھ اے حسن فراواں یہ بہت ممکن ہے
میرا دل تک نہ لگے تیرے خزانے لگ جائیں

(عباس تابش)

دل سے گزر رہا ہے کوئی ماتمی جلوس
اور اُس کے راستے کو کھلا کر رہے ہیں ہم

(ذوالفقار عادل)

دولت بھی عجب لطف کی مے ہے پر اُنہی کو
جو مرد اسے پی کے خبردار رہے ہیں

(قائم چاندپوری)

دنیا میں آدمی کو مصیبت کہاں نہیں
وہ کون سی زمیں ہے جہاں آسماں نہیں

(داغ)

دیا ہتھیلی پہ رکھ کے چلنا نہ راس آیا
سو اب ہتھیلی دیے کی لو پر دھری ہوئی ہے

(اظہار الحق)

دیارِ مصر میں دیکھا ہے ہم نے دولت کو
ستم ظریف پیمبر خرید لیتی ہے

(نسیم لیہ)

دل سلگتا ہے ترے سرد رویے سے مرا
دیکھ اس برف نے کیا آگ لگا رکھی ہے

(انور مسعود)

دیر لگ جاتی ہے درویش کا گھر بننے میں
اس کو تعمیر کیا جاتا ہے ویرانی میں

(فیصل عجمی)

دنیا پر اپنے علم کی پرچھائیاں نہ ڈال
اے روشنی فروش! اندھیرا نہ کر ابھی

(ساقی فاروقی)

داغ ہم رنگ بدن ہے شاید
یا بدن داغ کی پہنائی ہے

(ذوالفقار عادل)

دیر سے پہنچا در حیدر پہ میں اے مصحفی
ایک منصب تھا غلامی کا وہ قنبر لے گیا

(مصحفی)

دشنام یار طبع حزیں پر گراں نہیں
اے ہم نفس! نزاکت آواز دیکھنا

(مومن)

دزدیدہ نظر ہے کیوں دم قتل
کیا مرنے سے جی چرائیں گے ہم

(مومن)

دام و قفس سے چھوٹ کے پہنچے جو باغ تک
دیکھا تو اس زمیں میں چمن کا نشاں نہ تھا

(یقین)

دوانے شہر سے یاں آ کے چین پاتے ہیں
خدا کرے یہ خرابہ کہیں خراب نہ ہو

(یقین)

دیدنی ہے شفق شام الم کا منظر
پھر یہ بجھتے ہوئے چہرے بھی کہاں دیکھو گے

(احمد مشتاق)

دریچے کھل رہے ہیں شور برپا ہے مکانوں میں
سپاہی چوریاں کروا کے لوٹ آئے ہیں تھانوں میں

(احمد مشتاق)

دل سے بہتے ہوئے پانی کی صدا گزری تھی
کب دھندلکا ہوا کب ناؤ چلی یاد نہیں

(احمد مشتاق)

دل پریشاں ہو گیا رنگِ زوالِ حسن سے
آگ دیکھی تھی دھواں پہلے کبھی دیکھا نہ تھا

(احمد مشتاق)

دس بجے رات کے سو جاتے ہیں خبریں سن کر
آنکھ کھلتی ہے تو اخبار طلب کرتے ہیں
(شہزاد احمد)

دل گرفتہ ہوں، اُسے لائے کوئی میرے پاس
کہ یہاں چاہیے تصویر، جواب تصویر
(شاہ نصیر)

دل دُکھا اور اتنی شدت سے
درد کی شکل دھیان میں آئی
(لیاقت علی عاصم)

دِل آوارہ کہیں، چشم کہیں، خواب کہیں
کیا بکھرا در آفاق پہ اسباب مرا
(محمد خالد)

داستانوں میں ہی کشش ہے ہماری ہر رات
ہمیں ہر شہر میں شہزادے نظر آتے ہیں
(قمر جمیل)

دفعتاً ترکِ تعلق میں بھی رسوائی ہے
الجھے دامن کو چھڑاتے نہیں جھٹکا دے کر
(آرزو لکھنوی)

دِل یہ کہتا ہے کہ نالے بے اثر تھے شامِ غم
میں یہ کہتا ہوں کہ اس شب کوئی دنیا میں نہ تھا
(ثاقب لکھنوی)

دفعتاً سازِ دو عالم بے صدا ہو جائے گا
کہتے کہتے رُک گئے جس دن ترا افسانہ ہم
(سیماب اکبرآبادی)

دعا ہم زاد ہو سکتی دیا ہم راز ہو سکتا
میں ویرانی سے اتنا تو اثر انداز ہو سکتا

(شاہین عباس)

درونِ دنیاں تسلی سے تو ملا ہے کبھی
عذابِ حسرتِ بیرونِ دنیاں تو کچھ بھی نہیں

(جون ایلیا)

دکھ ہے کہ عمر بھر دراز، اہلِ عطا کے سامنے
دستِ گدا کی بھیڑ میں، دستِ کمال بھی رہا

(علی اُفق جعفری)

(ذ)

ذکر جب چھڑ گیا قیامت کا
بات پہنچی تری جوانی تک

(فانی بدایونی)

ذرا کھل کر پکار اے شورِ مجذوبانِ الفت کو
یہ دیوانے کہیں بیٹھے نہ رہ جائیں بیاباں میں

(سیماب)

ذکر اُس غیرتِ مریم کا جب آتا ہے فراز
گھنٹیاں بجتی ہیں لفظوں کے کلیساؤں میں

(فراز)

ذہن کے تاریک گوشوں سے اٹھی تھی اک صدا

میں نے پوچھا کون ہے؟ اس نے کہا، کوئی نہیں

(شہزاد احمد)

(ڈ)

ڈرتا ہوں میں کہ شیخ الجھ کر گرے نہ کہیں
یہ پستہ قد و ریش نہایت دراز ہے
(قائم چاندپوری)

ڈرتا ہوں، میرے سر پہ ستارے نہ آ پڑیں
چلتا ہوں آسماں کی طرف دیکھتا ہوا
(شہزاد احمد)

(ر)

رو کے اُٹھے مسودہ کو صاف کیا
اے خدا! جا تجھے معاف کیا

(رفیق اظہر)

ریگِ دل میں ہیں جو نادیدہ پرندے مدفون
سوچتے ہوں گے کہ دریا کی زیارت کر جائیں

(ادریس بابر)

رشک اُن پہ ہے کہ جو حدتِ گرما میں کھڑے
تیری دیوار کے سائے میں ہوا لیتے ہیں

(میر حسن)

رفتہ رفتہ ہلکے رنگوں میں بھی دلچسپی بڑھی
میں بڑا ہوتا گیا اور خوش نظر ہوتا گیا

(رحمان حفیظ)

رنگ گل و بوئے گل ہوتے ہیں ہوا دونوں
کیا قافلہ جاتا ہے گر تو بھی چلا چاہے

(میر)

رہتی ہے اک خلش سی مرے دل میں رات دن
ظاہر میں دیکھتا ہوں تو آزار کچھ نہیں

(مصحفی)

راہ پر ہم انہیں لے آئے تو ہیں باتوں میں
اور کھل جائیں گے دو چار ملاقاتوں میں

(داغ)

رات کی بات کا مذکور ہی کیا
چھوڑیے رات گئی بات گئی
(چراغ حسن حسرت)

راستے بند کیے دیتے ہو دیوانوں کے
ڈھیر لگ جائیں گے بستی میں گریبانوں کے
(نامعلوم)

رہ گیا مشتاق دل میں رنگ یاد رفتگاں
پھول مہنگے ہو گئے قبریں پرانی ہو گئیں
(احمد مشتاق)

رنگ پھولوں نے چُنے آپ سے ملتے جلتے
اور بتاتے بھی نہیں کون ادھر آیا تھا
(غلام محمد ناصر)

رہتا ہوں جس زمیں پہ وہی اوڑھ لوں گا میں
جائے اماں اک اور بھی ہوتی ہے گھر کے بعد

(آنس معین)

رات باقی تھی جب وہ بچھڑے تھے
کٹ گئی عمر، رات باقی ہے

(خمار بارہ بنکوی)

رات کو پھر سے گھڑا بجنے لگا ہے قاسم
گاؤں میں پھر کسی مٹیار کے دن تھوڑے ہیں

(قاسم شاہ)

رہے نہ جان تو قاتل کو خوں بہا دیجیے
کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیے

(غالب)

رند بخشے گئے قیامت میں
شیخ کہتا رہا حساب حساب

کشفی ملتانی
(نامعلوم)

رات کی نذر ہو گئے ہم بھی
آخر کار سو گئے ہم بھی

(شہرت بخاری)

ریت پر تھک کے گرا ہوں تو ہوا پوچھتی ہے
آپ کیوں آئے تھے اِس دشت میں وحشت کے بغیر

(عرفان صدیقی)

رات بھر اک چاپ سی پھرتی رہی چاروں طرف
جان لیوا خوف تھا لیکن ہوا کچھ بھی نہیں

(ظہور نظر)

روسیاہی گئی نہ اے زاہد
ڈوب مرنا تھا چاہِ زم زم میں

(داغ)

راہ میں پتھر جو رکھتے ہیں کوئی اُن سے کہے
میں گزر جاؤں گا یہ پتھر پڑے رہ جائیں گے

(دلاور فگار)

روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفر
ایسی بستی کو تو ویرانہ بنایا ہوتا

(بہادر شاہ ظفر)

رُوح کے دربستہ سناٹوں کو لے کر اپنے ساتھ
ہمہماتی محفلوں کی ہاؤ ہو میں گھومیے

(مجید امجد)

رہیں دردوں کی چوکیاں چوکس
پھول لوہے کی باڑ پر بھی کھلا

(مجید امجد)

رات ڈھلنے کو ہے اور آخری گاڑی والا
مجھ سے کہتا ہے کہ تجھ کو بھی کہیں جانا ہے

(اختر عثمان)

رات ساری کسی ٹوٹی ہوئی کشتی میں کٹی
آنکھ بستر پہ کھلی خواب میں دریا دیکھا

(احمد مشتاق)

رکھتا ہے یاد کون پرانی رفاقتیں
مٹی کا نام تک نہیں مٹی کے تیل میں

(ارشاد کاظمی)

روز کہتا ہوں کہ دیوار کو اونچا کر لیں
میرا ہمسایہ مری بات سمجھتا ہی نہیں
(افتخار شفیع)

رات ہے، رنج رائیگانی ہے
محفل دوستاں ہے اور میں ہوں
(عمران نقوی)

رُوح میں رینگتی رہتی ہے گنہ کی خواہش
اس امر بیل کو اک دن کوئی دیوار ملے
(ساقی فاروقی)

(ز)

زاہد کو تو نہ ماہیِ مطلب ہوئی شکار
بگلا سا سر جھکائے بہت نہر میں رہا

(مصحفی)

زاہد مرے مولا کا اسرار نہیں پاتا
غافل اُسے کب پاوے ہشیار نہیں پاتا

(انشا)

زندہ رہنے کی ہے ہوس حالی
انتہا ہے یہ بے حیائی کی

(حالی)

زیاں ہے عشق میں ہم خود بھی جانتے ہیں مگر
معاملہ ہی کیا ہو اگر زیاں کے لیے

(شیفتہ)

زیست سے تنگ ہو اے داغ تو کیوں جیتے ہو
جان پیاری بھی نہیں جان سے جاتے بھی نہیں

(داغ)

زندگی کو میں پرستاں کی کہانی کہتا
لیکن اس میں ترے کردار کے دن تھوڑے ہیں

(قاسم شاہ)

زلف برہم کے ہم نہیں قائل
اہتمام اہتمام ہوتا ہے

(راز کاشمیری)

زمانہ پی تو رہا ہے شراب دانش کو
خدا کرے کہ یہی زہر کارگر ہو جائے

(رئیس امروہوی)

زمیں ہموار ہو کر رہ گئی ہے
اڑی ہے دھول وہ دامن سے میرے

(کاشف حسین غائر)

زرد پتوں کے ٹھنڈے بدن اپنے ہاتھوں پہ لے کر ہوا نے
شجر سے کہا
اگلے موسم میں تجھ پر نئے برگ و بار آئیں گے تب تلک صبر
کر یا اخی

(عرفان صدیقی)

(س)

سُنے جاتے نہ تھے تم سے مرے دن رات کے شکوے
کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

(فانی بدایونی)

سو بار چمن مہکا سو بار بہار آئی
دنیا کی وہی رونق دل کی وہی تنہائی

(صوفی تبسم)

سبز پتے گر رہے ہیں ٹوٹ کر
اے ہوا! چلنا تجھے آتا نہیں

(شاہ جہان پوری)

سودائے عشق اور ہے وحشت کچھ اور ہے
مجنوں کا کوئی دوست فسانہ نگار تھا

(بے خود دہلوی)

ساجن کی یادیں بھی حناور کن لمحوں آجاتی ہیں
گوری آٹا گوندھ رہی تھی نمک ملانا بھول گئی

(حناور احمد)

سن یہ رونا نہیں گرانی کا
یہ تو بے قیمتی کا رونا ہے

(اجمل سراج)

سجا ہوا ہے جہان تعلقات بہت
یہ اور بات کہ دنیا ہے بے ثبات بہت

(اجمل سراج)

سفر پہ جیسے کوئی گھر سے ہو کے جاتا ہے
ہر آبلہ مرے اندر سے ہو کے جاتا ہے

(ذوالفقار عادل)

سرو دنیا سے بے ثمر ہی گیا
تیرے قد کی برابری کرے

(نامعلوم)

سراپا آرزو ہونے نے بندہ کر دیا ہم کو
وگرنہ ہم خدا تھے گر دلِ بے مدعا ہوتے

(میر)

سطرِ منصور کے لوہو سے ہوئی یہ تحریر
یعنی سردار نہیں وہ جو سرِ دار نہیں

(انشا)

سب کچھ اللہ نے دے رکھا ہے میخانے میں
خلد شیشے میں ہے فردوس ہے پیمانے میں
(جگر)

سنی حکایت ہستی تو درمیاں سے سنی
نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم
(شاد عظیم آبادی)

سورج کو جاگنے میں ذرا دیر کیا ہوئی
چڑیوں نے آسمان ہی سر پر اٹھا لیا
(سبطین رضا)

سوں کی تیسری صورت نہیں ہے کوئی ہستی میں
خدا بن جائے یا پھر آدمی دیوانہ ہو جائے
(محشر زیدی)

سبھی میری بابت برا کہہ رہے تھے
سبھی نے یہ سمجھا کہ میں سو گیا تھا

(ماجد الباقری)

سانس نہ لوں تو دم گھٹتا ہے پھونک سے بتی بجھتی ہے
کتنی تنگ جگہ میں ماجد تو نے مجھ کو قید کیا

(ماجد الباقری)

ستارے سسکیاں بھرتے تھے اوس روتی تھی
فسانۂ جگر لخت لخت ایسا تھا

(شکیب)

سجا ہوا ہے جہاں تعلقات بہت
یہ اور بات کہ دنیا ہے بے ثبات بہت

(اجمل سراج)

سمجھتے کب تھے مگر سنتے تھے فسانۂ درد
سمجھ میں آنے لگا جب تو پھر سنا نہ گیا

(یگانہ)

سنے جاتے نہ تھے تم سے مرے دن رات کے شکوے
کفن سرکاؤ میری بے زبانی دیکھتے جاؤ

(فانی)

سفینے ڈوب گئے کتنے دل کے ساگر میں
خدا کرے تری یادوں کی ناؤ چلتی رہے

(حسن اختر جلیل)

سراپا راز ہوں میں کیا بتاؤں کون ہوں کیا ہوں
سمجھتا ہوں مگر دنیا کو سمجھانا نہیں آتا

(یگانہ)

سنبھالنے سے طبیعت کہاں سنبھلتی ہے
وہ بے کسی ہے کہ دنیا رگوں میں چلتی ہے

(محبوب خزاں)

سُنو ذکر ہے کئی سال کا کہ کیا اک آپ نے وعدہ تھا
سو نباہنے کا تو ذکر کیا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

(مومن)

سرِ سلطنت سے آستان یار بہتر تھا
ہمیں ظلِ ہما سے سایہ دیوار بہتر تھا

(یقین)

سانس لیتا ہوں تو سب رنگ بکھر جاتے ہیں
زندگی میں تجھے تصویر نہیں کر سکتا

(اکبر معصوم)

سنگ اٹھانا تو بڑی بات ہے اب شہر کے لوگ
آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے دیوانے کو

(احمد مشتاق)

سچ کہا زاہد یہ تُو نے زہر قاتل ہے شراب
ہم بھی کہتے تھے یہی جب تک بہار آئی نہ تھی

(جلیل مانک پوری)

ستون اپنے شکوہِ رفتہ میں گم کھڑا ہے
بس اک ذرا انہماک ٹوٹے گا تب گرے گا

(خالد اقبال یاسر)

سرزد ہم سے بے ادبی تو وحشت میں بھی کم ہی ہوئی
کوسوں اُس کی اور گئے پر سجدہ ہر ہر گام گیا

(میر)

سایۂ ذات سے بھی رَم، عکسِ صفات سے بھی رَم
دشتِ غزل میں آ کے دیکھ، ہم تو غزال ہو گئے

(جون ایلیا)

سایہ کب ٹوٹ کے یوں ناچتا تھا
آج ممکن ہے دیا رقص میں ہو

(منیر سیفی)

(ش)

شب نکلتا ہے جو تو زلف کو یوں شانہ کیے
کیا ارادہ ہے ترا کوئی جیے یا نہ جیے؟
(میر حسن)

شمس و قمر نے جو دیکھ لیا کیا اُس کے گورے مکھڑے کو
کوٹھے پر دن رات پڑے جو چیل سے وہ منڈلاتے ہیں
(مصحفی)

شراب اُن کو پلا کر ہوئی پشیمانی
وہ بے حجاب ہوئے تو مجھے حیا آئی
(آتش)

شعر گوئی کے لیے جمعیتِ خاطر ہے شرط
اس مشقت کے لیے مزدور خوش دل چاہیے

(آتش)

شرح نیرنگیِ اسباب کہاں تک کیجیے
مختصر یہ کہ ہمیں آپ نے برباد کیا

(جگر)

شش جہت آئینوں کے بیچ
تو نے اپنی وہ بے رخی کیا کی؟

(جون ایلیا)

شیر آ کے چیر پھاڑ گیا مجھ کو خواب میں
پل بھر کو میری آنکھ لگی تھی مچان پر

(ظفر اقبال)

شہزادی! ترے ماتھے پہ یہ زخم رہے گا
لیکن اس کو چومنے والا پھر نہیں ہو گا

(ثروت حسین)

شہتوت کا رس تھا نہ غزالوں کے پرے تھے
اس بار بھی میں جشن میں تاخیر سے پہنچا

(اظہار الحق)

شیخ کی داڑھی کی جو کہیے بڑائی سچ ہے
اس سوا اور پہ اک پشم کرامات نہیں

(قائم چاندپوری)

شور تجھ حسن کا گر عالم علوی میں نہیں
مہر و مہ جھانکے ہیں کیوں پردۂ زنگاری سے

(قائم چاندپوری)

شیخ مسجد میں سر جھکاتا ہے
حور جنت میں کانپ جاتی ہے
(نامعلوم)

شاہزادی اپنے خوابوں میں مگن پھرتی رہی
جب تلک اُس داستاں میں جادوگر اُترا نہ تھا
(حامد چیمہ)

شجر ہیں اور اسی مٹی سے پیوستہ رہیں گے
جو ہم میں سے نہیں آسائشوں سے جا ملے گا
(ثروت حسین)

شب فراق اچانک خیال آیا مجھے
کہ میں چراغ نہ تھا اُس نے کیوں جلایا ہے
(انجم خیالی)

شب کے محبوس میں سونے کی اجازت ہی نہیں
آنکھ لگتی ہے کہ دیوار سے سر لگتا ہے

(رام ریاض)

شام کے سائے بالشتوں سے ناپے ہیں
چاند نے کتنی دیر لگا دی آنے میں

(گلزار)

شدت ضعف نے حالت یہ بنائی میری
نبض چلتی ہے تو دکھتی ہے کلائی میری

(ششاد لکھنوی)

شوکت ہمارے ساتھ عجب حادثہ ہوا
ہم رہ گئے ہمارا زمانہ چلا گیا

(شوکت واسطی)

شانِ ہلاک موت نے چونکا دیا مجھے
محوِ طلسم بندیِ اسرار دیکھ کر
(یگانہ)

شاخِ ابد سے جھڑتے زمانوں کا روپ ہیں
یہ لوگ جن کے رُخ پہ گمانِ چمن پڑے
(مجید امجد)

شاید وہ گنجِ خوبی آوے کسی طرف سوں
اِس واسطے سراپا ویرانہ ہو رہا ہوں
(ولی)

شہر کے جلتے فٹ پاتھوں پر گاؤں کے موسم ساتھ چلیں
بوڑھے برگد ہاتھ سا رکھ دیں میرے جلتے شانوں پر
(حبا نشا اختر)

شام آئے اور گھر کے لیے دِل مچل اُٹھے
شام آئے اور دل کے لیے کوئی گھر نہ ہو

(اختر عثمان)

شاخ سے پھول کیوں اتاروں میں
ہاتھ کو زیرِ بار کر لوں کیا؟

(فیصل عجمی)

(ص)

صیاد تک قفس کی خبر لیجیو شتاب
ہے کیوں خموش مُرغِ گرفتار، کیا ہُوا؟

(جرأت)

صبح نے رات کا جوبن لوٹا شام نے دن کا روپ
کس کو اپنا میت بنائیں دونوں وقت لٹیرے ہیں

(فنا بلند شہری)

صرف مانع تھی حیا بند قبا کھلنے تک
پھر تو وہ جانِ حیا ایسا کھلا ایسا کھلا

(رسا چغتائی)

صبح کو وہ جاگ کر پھر سو رہے
رہ گیا ہے آسنہ رخسار پہ

(داغؔ)

شہروں کی وادیوں میں گلوں کے پڑاؤ تھے
'دور ایک بانسری پہ یہ دھن پھر کب آؤ گے'

(مجید امجد)

محبتیں اگلی جو یاد آتی ہیں، جی کہتا ہے
کوئی پوچھے بھی تو کہہ دیتے ہیں ہم، یاد نہیں

(…فی، دہلوی)

صدیوں کا ہجوم تن بدن میں
لمحہ کوئی حال اپنا

(شاہین عباس)

(ض)

ضبط کرتا ہوں تو ہر زخم لہو دیتا ہے
نالہ کرتا ہوں تو اندیشہ رسوائی ہے

(نامعلوم)

ضرور کوئی سنہ کوئی چکر ہے اس جہاں میں
نظر اٹھاؤں تو گھومتا ہے دماغ میرا

(آفتاب حسین)

ضعف میں طعنہ اغیار کا شکوہ کیا ہے
بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں

(غالب)

(ط)

طلوع صبح کا منظر اداس کر جائیں
جو تو کہے تو اسی چاندنی میں مر جائیں

(توصیف تبسم)

طلسم خواب زلیخا و دام بردہ فروش
ہزار طرح کے قصے سفر میں ہوتے ہیں

(عزیز حامد مدنی)

طول قد خم کا موجب ہے وگرنہ کیوں سرو
اتنی پابندی پہ دعویٰ کرے آزادی کا

(قائم چاندپوری)

(ع)

عشق وہ کارِ مسلسل ہے کہ ہم اپنے لیے
ایک لمحہ بھی پس انداز نہیں کر سکتے

(رئیس فروغ)

عرق فشانی سے اُس زلف کی ہراساں ہوں
بھلا نہیں ہے بہت ٹوٹنا بھی تاروں کا

(میر)

عجز و نیاز سے تو وہ آیا نہ راہ پر
دامن کو اُس کے آج حریفانہ کھینچیے

(غالب)

عجب حریف تھا میرے ہی ساتھ ڈوب گیا
مرے سفینے کو غرقاب دیکھنے کے لیے
(عرفان صدیقی)

عشق اور رزق برابر کی انا رکھتے ہیں
ان کا آپس میں گزارا نہیں ہونے والا
(فیصل عجمی)

عشق تو ہم سے نمٹا لیکن جانے قائم
دیکھ لینے کا جو لپکا ہے یہ کب چھوٹے گا
(قائم چاندپوری)

عزم کعبہ کا تو قائم تو کیا ہے لیکن
رہن ہے کچھو سے واں جامہ احرام کہیں
(قائم چاندپوری)

عشق کی بات نہ کہہ زاہد نافہم کے ساتھ
گاؤ کیا جانے کہ کیا لطف ہے لوزینے میں

(قائم چاند پوری)

عاشق کے ضعف قلب کی کچھ انتہا نہیں
گویا یہ اس زمانے کا اسلام ہو گیا

(داغ)

عجب کچھ لطف رکھتا ہے شب خلوت میں گل روسوں
خطاب آہستہ آہستہ جواب آہستہ آہستہ

(ولی)

عیاں ہے ہر طرف عالم میں حسن بے حجاب اس کا
بغیر از دیدہ حیراں نہیں جگ میں نقاب اس کا

(ولی)

عشق میں شمع رو سے جلتا ہوں
حال میرا سبھوں پہ روشن ہے
(ولی)

مرے سوال میں حق کی ہوا آتی رہے
شجر سے جدا بھی مسکن پہ تخت آتی رہے
(اختر عثمان)

عجیب خواب تھا جس نے مجھے خراب کیا
میری گرفت میں آ کر نکل گئی دنیا
(آفتاب حسین)

عمر رفتہ کے نشاں ڈھونڈتا ہوں
آپ کو کوئی پتا ہو صاحب!
(آفتاب حسین)

عشق فسانہ تھا جب تک اپنے بھی بہت افسانے تھے
عشق صداقت ہوتے ہوتے کتنا کم احوال ہوا

(اطہر نفیس)

عمر بیداری موہوم کے دھوکے میں کٹی
اب جو چونکے ہیں تو آپ اپنا گلہ کرتے ہیں

(یگانہ)

عذاب جاں ہے عزیزو خیال مصرع تر
سو ہم غزل نہیں لکھتے عذاب ٹالتے ہیں

(عرفان صدیقی)

(غ)

غم بھی گزشتنی ہے خوشی بھی گزشتنی
کر غم کو اختیار کہ گذرے تو غم نہ ہو

(فانی بدایونی)

غبار تھا، غبار بھی نہیں رہا
خدا کا انتظار بھی نہیں رہا

(ادریس بابر)

غلام بھاگتے پھرتے ہیں مشعلیں لے کر
محل پہ ٹوٹنے والا ہو آسماں جیسے

(اظہار الحق)

غیر اِس کے کہ خوب رویئے، اور
غمِ دل کا کوئی علاج نہیں
(قائم چاندپوری)

غیر پھرتا ہے لیے یوں تیرے خط کو کہ اگر
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے
(غالب)

غالب بُرا نہ مان جو واعظ بُرا کہے
ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے
(غالب)

غبارِ رنگ میں رَس ڈھونڈتی کرن تری دُھن
گرفتِ سنگ میں بَل کھاتی آب جُو ترا غم
(مجید امجد)

غافل نہ رہیو ہم سے کہ ہم وے نہیں رہے
ہوتا ہے اب تو حال عجب ایک آن میں

(میر)

غیرت سے بے خبر اُس سے نہ رہ تو
راز کے پردے میں جس کی خامشی آواز ہے

(ولی)

غیروں پہ کھُل نہ جائے کہیں راز دیکھنا
میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا

(مومن)

(ف)

فانی دوائے درد جگر زہر تو نہیں
کیوں ہاتھ کانپتا ہے مرے چارہ ساز کا

(فانی بدایونی)

فکرِ تعمیر دل کسو کو نہیں
ایسی ویسی بنائیں ہیں کیا کیا

(میر)

فصل بہار آئی ، پیو صوفیو شراب
بس ہو چکی نماز مصلّیٰ اٹھائیے

(آتش)

فکر کا تابوت کاندھے پر لیے پھرتا ہوں میں
جس زمیں پر پاؤں رکھتا ہوں تری جاگیر ہے
(ماجد الباقری)

فکر دنیا میں سر کھپاتا ہوں
میں کہاں اور یہ وبال کہاں
(غالب)

فتنے جگا کے شہر میں، آگ لگا کے دہر میں
جا کے الگ کھڑے ہوئے، کہنے لگے کہ ہم نہیں
(اجتبیٰ رضوی)

فٹ پاتھ کی دیوار سے چپکے ہوئے پتے
اک رات ہواؤں کو درختوں پہ ملے تھے
(احمد مشتاق)

فقیہِ شہر کی باتوں سے درگزر بہتر
بشر ہے اور غمِ آب و دانہ رکھتا ہے

(انجم رومانی)

(ق)

قرصِ مہ و خورشید کے سب دست نگر ہیں
ہے رزق دو عالم انہیں دو نان پہ ٹھہرا

(مصحفی)

قتلِ مشتاق میں اب عذر ہے کیا بسم اللہ!
سب گنہگار ہیں راضی بہ رضا بسم اللہ!

(فراز)

قائم خیالِ زلف میں جو خاک ہو گئے
تا حشر اُن کی خاک پریشاں ہے زیرِ خاک

(قائم چاندپوری)

قائم نہ میں کہا تھا کہ مت پی شرابِ عشق
کھینچے ہے اب خمار میں تیں دردِ سر کہ ہم

(قائم چاند پوری)

قائم سا شخص بیٹھ گیا چند روز میں
یارب کسو بشر کے نہ پیچھے فلک پڑے

(قائم چاند پوری)

قاصد نے کہا اُن کے مرا حال پریشاں
بندے کو تو یہ مرثیہ خوانی نہیں آتی

(داغ)

قیدِ قفس میں طاقتِ پرواز اب کہاں
رعشہ سا کچھ ضرور ابھی بال و پر میں ہے

(اصغر گونڈوی)

(ک)

کسی غزال کا نام و نشان پوچھنا ہے؟
تو پوچھیے، میں اسی دشت میں بڑا ہوا تھا

(ادریس بابر)

کوئی باغ سا ہے جو اجنبی نہیں لگ رہا
یہ جو پیڑ ہے اسے چکھ وہی نہیں لگ رہا؟

(ادریس بابر)

کوئی بہروپ کوئی شور کوئی ہنگامہ
حافظ شہر کا ناقص بے خبر میں رہے

(ظفر گورکھپوری)

کیسے سمجھوں کہ سرِ بام نہیں ہے کوئی
مَیں جو روتا ہوں تو ہنسنے کی صدا آتی ہے

(نامعلوم)

کمانِ شاخ سے گُل کس ہدف کو جاتے ہیں
نشیبِ خاک میں جا کر مجھے خیال آیا

(افضال احمد سید)

کچی عمر میں کل کے دکھوں سے آج الجھنا ٹھیک نہیں
پہلا ساون بھیگنے والو شاد رہو آباد رہو!

(خالد معین)

کچھ اس ادا سے یار نے پوچھا مرا مزاج
کہنا پڑا کہ شکر ہے پروردگار کا

(جلیل مانک پوری)

کیا ہوا شہر محبت تری آبادی کو
ہم سے دیکھا نہیں جاتا ترا ویران ہونا

(صوفی تبسم)

کاغذ کے پھول سر پہ سجا کے چلی حیات
نکلی برون شہر تو بارش نے آلیا

(ظفر اقبال)

کہا ریت نے اپنا سر پیٹ کر
یہ وحشی بگولا نہیں مانتا

(مظفر حنفی)

کتنی آنکھیں ہیں جو خاموش خلل ڈالتی ہیں
میری آواز کو بیکار بنانے کے لیے

(شاہین عباس)

کب تک چلے گی دُور کی خوشبو سے دوستی
دُنیا اجاڑ ہوتی ہے جس دن ہوا نہ ہو
(ظفر اقبال)

کم فرصتی جہاں کے مجمع کی کچھ نہ پوچھو
احوال کیا کہوں میں اس مجلس رواں کا
(میر)

کن نیندوں اب تُو سوتی ہے اے چشم گریہ ناک
مژگاں تو کھول شہر کو سیلاب لے گیا
(میر)

کیا جانوں چشم تر سے اُدھر دل پہ کیا ہوا
کس کو خبر ہے میر سمندر کے پار کی

کل شب وصل میں کیا جلد کی تھیں گھڑیاں
آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے

(نظیر اکبر آبادی)

کسی کے محرم آب رواں کی یاد آئی
حباب کے جو برابر کبھی حباب آیا

(آتش)

کیوں نہ فردوس میں دوزخ کو ملا لیں یارب
سیر کے واسطے تھوڑی سی فضا اور سہی

(غالب)

کثرت سجدہ سے وہ نقش قدم
کہیں پامال سر نہ ہو جائے

(مومن)

کچھ عجب بوئے نفس آتی ہے دیواروں سے
ہائے زنداں میں بھی کیا لوگ تھے ہم سے پہلے

(حسن عابدی)

کچھ اور مانگنا مرے مشرب میں کفر ہے
لا اپنا ہاتھ دے مرے دستِ سوال میں

(سیماب)

کھیتوں میں پھر سرسوں کی رُت آ پہنچی
آج تجھے بن دیکھے پورا سال ہُوا

(امام ریاض)

کوزوں کے ساتھ ہم بھی تھے بکھرے پڑے وہاں
اُس شہرِ بے مثال کے آثار ہم بھی تھے

(وزیر آغا)

کافی ہے عمر بھر سے اسی دھوپ چھاؤں میں
کرتے تھے کام شہر میں رہتے تھے گاؤں میں

(شاہد شیدائی)

کروں گا کیا جو محبت میں ہو گیا ناکام
مجھے تو اور کوئی کام بھی نہیں آتا

(غلام محمد قاصر)

کون اس گھر کی دیکھ بھال کرے
روز اک چیز ٹوٹ جاتی ہے

(جون ایلیا)

کوئے بربادی سے آگے دھیان کے سومنات ہیں
ہم بھی کہتے تھے کہ لوٹیں گے تو صاحب مل کے ہم

(اسلم انصاری)

کوئی نعم البدل عطا کردے
دل تو پروردگار ٹوٹ گیا

(ماجد الباقری)

کسی نے وقت کی تسبیح توڑ ڈالی ہے
ہمارے صحن میں آ کر گرا ہے دانۂ شام

(نوید رضا)

کوئی شے طشت میں ہم سر سے کم قیمت نہیں رکھتے
سو اکثر ہم سے نذرانہ طلب ہوتا ہی رہتا ہے

(عرفان صدیقی)

کہ جیسے کنج چمن سے صبا نکلتی ہے
ترے لیے مرے دل سے دعا نکلتی ہے

(ابرار احمد)

گنجِ خزاں آثار میں ثروت آج یہ کس کی یاد آئی
ایک شعاعِ سبز اچانک تیرتی پاتالوں میں

(ثروت حسین)

کوئل کُوکُو کرتی ہے اور پتے رنگ بدلتے ہیں
ایسے موسم میں شہزادے اُٹھ کر نیند میں چلتے ہیں

(ثروت حسین)

کس کو ٹھہرائے ٹوٹی ہوئی چیزوں کا امیں
اپنی لکنت کا سبب کس کی زبانی کہیے

(ذوالفقار عادل)

کسی نے باغ میں ایسا شگوفہ چھوڑا ہے
کہ آج تک گل و بلبل میں بول چال نہیں

(فضل احمد کیف)

کی وفا کس سے بھلا فاحشۂ دنیا نے
ہے تجھے شوق جو اس قحبہ کی دامادی کا

(قائم چاند پوری)

کرتے ہو شکوے تم سہاگ کے وقت
بھیرویں گاتے ہو بہاگ کے وقت

(داغ)

کر رہا ہوں میں ایک پھول پہ کام
روز اک پنکھڑی بناتا ہوں

(اکبر معصوم)

سن چپ کے اُس نے جلائے تھے میرے خط
پھر راکھ سارے شہر میں کیسے بکھر گئی

(اجمل نیازی)

کوچۂ یار سے برباد بھی ہو کر نہ گیا
خاک اڑ اڑ کے مری جسم کی دیواروں پہ

(داغ)

کیا فرض ہے کہ ہو بنی آدمی میں رقیب
شیطان روسیاہ بھی تو لاولد نہیں

(داغ)

کچھ نہ تھا یاد بجز کارِ محبت اک عمر
وہ جو بگڑا ہے تو اب کام کئی یاد آئے

(جمیل الدین عالی)

[illegible] نہیں رہ گیا
اُسے مجھ سے کام ہے اور میں کسی کام کا نہیں ہے

(ظفر اقبال)

کہاں سے تو نے اے اقبال سیکھی ہے یہ درویشی
کہ چرچے بادشاہوں میں ہیں تیری بے نیازی کے

(اقبال)

کس طرح میں تجھے مٹی کے حوالے کردوں
لوگ تو زر کے لیے ریت کو بھی چھانتے ہیں

(رام ریاض)

کٹی ہے عمر بہاروں کے سوگ میں امجد
مری لحد پہ کھلیں جاوداں گلاب کے پھول

(مجید امجد)

کس کی روح تک اک فاصلہ خیال کا تھا
کبھی کبھی تو یہ دوری رہی سہی بھی نہ تھی

(مجید امجد)

کسی خیال میں ہوں یا کسی خلا میں ہوں
کہاں ہوں کوئی جہاں تو مرا پتا رکھتا

(مجید امجد)

کوئی دن تو اس پہ کب تصویر کا عالم رہا
ہر کوئی حیرت کا پتلا دیکھ کر بن جانے تھا

(مومن)

کشتہ ہوں اس کی چشم فسوں گر کا اے مسیح
کرنا سمجھ کے دعویٰ اعجاز دیکھنا

(مومن)

کھڑا تھا میری گلی سے باہر جہاں سارا
میں خواب میں اپنے آپ سے بات کر رہا تھا

(افضال نوید)

کس کو درکار ہیں یہ کون و مکاں
ہم تو خوش ہیں کہ تو ہمارا ہے

(اکبر معصوم)

کوئی نہیں کہہ سکتا کانٹے بھی پامال خزاں ہوتے ہیں
ان کے نام و نشاں مٹتے ہیں جن کے نام و نشاں ہوتے ہیں
کیا تھا کیوں تھا یہ مت سوچو، جو ہے اس پر غور کرو
شاخوں پر آنے سے پہلے ہوں گے پھول جہاں ہوتے ہیں

(شاد عارفی)

کیا کہوں دیدۂ تر یہ تو مرا چہرہ ہے
سنگ کٹ جاتے ہیں بارش کی جہاں دھار گرے

(شکیب جلالی)

کیا اُسے تیز ہوا کا کوئی اندازہ نہیں
جس نے دیوار سمجھ رکھی ہے اپنی چلمن

(شہزاد احمد)

کس شوق سے وہ دیکھ رہے تھے، ہجوم کو
جب میں نظر پڑا تو دریچے سے ہٹ گئے

(شہزاد احمد)

کچھ راس آچلی ہے مجھے وحشت ہوس
کچھ اُس کے جنگلوں کی ہوا مہربان ہے

(ظفر اقبال)

کوئی بھولی ہوئی شے طاق ہر منظر پہ رکھی تھی
ستارے چھت پہ رکھے تھے شکن بستر پہ رکھی تھی

(بانی)

کرتا ہوں یاد شام سے ابروئے یار کو
خنجر سے کاٹتا ہوں شب انتظار کو

(جلیل مانک پوری)

کسی کی آنکھ میں ملتے ہیں دونوں وقت فراق
ہم اک نگاہ میں شام و سحر کو دیکھتے ہیں

(فراق)

کل شب دلِ آوارہ کو سینے سے نکالا
یہ آخری کافر بھی مدینے سے نکالا

(اقبال ساجد)

کیوں کر اوسان بحال رکھوں میں ہنگام وصال
شاخ در شاخ بھٹکتی ہوئی حیرانی میں

(عطاء المصطفیٰ ترک)

کہتے ہیں لو، بولتی بھی تھی کبھی
اگلے وقتوں میں چراغ اک ساز تھا
(عطاء المصطفیٰ ترک)

کون اس گھر کی دیکھ بھال کرے
روز اک چیز ٹوٹ جاتی ہے
(جون ایلیا)

کماتا کیا تری دُنیا کا اور لٹاتا کیا
ذرا سی گرد تھی، دامن سے جھاڑ دی میں نے
(علی افتخار جعفری)

(گ)

گروہ عاشقاں بکھرا گیا ہے
جو نامے رہے بزم میں ڈر رہے ہیں
(صابر ظفر)

گذشتہ عمر سے منسوب اک شناسائی
پسِ ہجوم کھڑی فرصتوں کو روتی ہے
(خواجہ رضی حیدر)

گذشتہ زمانوں کا غم کیا کریں
نہیں اب وہ سب کچھ تو ہم کیا کریں
(ادریس بابر)

گرمی کسی طرف نہیں بازار عشق میں
سودا متاعِ دل کے تئیں آگ دیجیے

(سودا)

گل سے کوئی کہے کہ شگفتن سے باز آ
اُس کو تو پھولنا ہے نہ پھولے تو کیا کرے

(نظیر)

گھر ہمارا جو نہ روتے بھی تو ویراں ہوتا
بحر اگر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا

(غالب)

گلی میں کھیلتے بچے لڑا دیے میں نے
اِسی بہانے کوئی جھانکے لے کواڑوں سے

(نامعلوم)

گر رہا ہے رواق وہم غافل
فکر نقش و نگار کرتے ہیں
(قائم چاند پوری)

گھر میں تھا کیا کہ ترا غم اُسے غارت کرتا
وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرت تعمیر سو ہے
(غالب)

گھر سے نکلے تو ملاقات ہوئی پانی سے
کہاں ملتی ہے خوشی اتنی فراوانی سے
(ثروت حسین)

گھر تو ایسا کہاں کا تھا لیکن
در بدر ہیں تو یاد آتا ہے
(اُمید فاضلی)

گناہ زندہ دلی کہیے یا دل آزاری
کسی پہ ہنس لیے اتنا کہ پھر ہنسا نہ گیا
(یگانہ)

گھٹا دیکھ کر خوش ہوئیں لڑکیاں
چھتوں پر کھلے پھول برسات میں
(منیر نیازی)

گردِ شہرت کو بھی دامن سے لپٹنے نہ دیا
کوئی احسان زمانے کا اٹھایا ہی نہیں
(حسن نعیم)

گئے دوڑے نہ آخر حضرتِ یعقوب کنعاں سے
زمیں ناپے پدر بھی حُسنِ مادر زاد کے آگے
(یقین)

گزر رہی ہے تمنا کے ساحلوں سے ہوا
لرز رہے ہیں درختوں کے سائے پانی میں

(احمد مشتاق)

گلشن میں کہیں بوئے دم ساز نہیں آتی
اللہ رے سناٹا آواز نہیں آتی

(ثاقب لکھنوی)

گل کو برہنہ دیکھ کے جھونکا نسیم کا
جگنو بجھا رہا تھا کہ تتلی چمک گئی

(غلام محمد قاصر)

گھروں میں آنکھیں دروں میں چراغ جلتے ہیں
یہ خواب دربدری میں کہاں سے آتے ہیں؟

(عرفان صدیقی)

(ل)

لاکانا ذوں میں آخری تاریخ کا ورق
جب پہلی شب کے چاند کا خنجر اٹھا تو لا
(شارق جمال ناگپوری)

لپٹ کے سوئے جو اُس گل بدن کے ساتھ نظیر
تمام ہو گئیں حل مشکلات کوٹھے پہ
(نظیر)

لوگ کہتے ہیں محبت میں اثر ہوتا ہے
کون سے شہر میں ہوتا ہے کدھر ہوتا ہے؟
(مصحفی)

لے گئے سب بدن زمین میں ہم
مصحفی! اک زبان چھوڑ گئے

(مصحفی)

لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب!
زباں بگڑی سو بگڑی تھی خبر لیجے دہن بگڑا

(آتش)

لگی ہے آگ جنگل میں تعجب دیکھیے کیا ہو
ہوا کچھ اور کہتی ہے گھٹا کچھ اور کہتی ہے

(ماجد الباقری)

لینا دینا نہ ہو اگر کچھ تو
بازار بھی ایک راستہ ہے

(ظفر اقبال)

لیا ہے ہم نے بھی بوسہ دیا ہے اُس کو جو دل
یہ سچ ہے دوست دلوں میں حساب رکھتے ہیں
(قائم چاند پوری)

لازم تجھے ہم بکارت دنیا کو اے فلک
کیوں دی ہے زحمت اُن کو جنہیں باہ ہی نہیں
(قائم چاند پوری)

لے تو لوں سوتے میں اُس کے پاؤں کا بوسہ مگر
ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائے گا
(غالب)

لے گئے کھینچ کے بت خانے سے ہم مسجد میں
کل ہوا داغ مسلمان بڑی مشکل سے
(داغ)

لگایا آئینہ یہ کہہ کے اُس نے روزن در میں
کہ اپنا منہ تو دیکھیں میری صورت دیکھنے والے

(داغ)

لب پہ دلبر کے جلوہ گر ہے جو خال
حوضِ کوثر پہ حبشیوں کھڑا ہے بلال

(ولی)

لے گیا دہر کو جھگڑا تری یکتائی کا
کیا جہاں تھا تری کثرت نے کیا بے آباد

(علی افتخار جعفری)

(م)

مآل سوز غم ہائے نہانی دیکھتے جاؤ
سلگ اٹھی ہے شمع زندگانی دیکھتے جاؤ

(فانی بدایونی)

مجھ سے تنہائی میں گر ملیے تو دیجے گالیاں
اور بزم غیر میں جان حیا ہو جائیے

(حسرت)

مجھ کو سائے کی نہیں تری طلب ہے میرے دوست
دیکھ کتنا دور بیٹھا ہوں تیری دیوار سے

(جمال احسانی)

منہ اندھیرے نظر آتے ہیں جو کچھ لوگ یہاں
یہ سحر خیز ہیں یا رات کے جاگے ہوئے ہیں
(جمال احسانی)

مکتب میں سراسر یہ شمشیر الف تھا
لکھنا کہ یہ منصب ہے شہادت کے برابر
(احمد نوید)

میں نے روتے ہوئے دیکھا ہے علی بابا کو
بعض اوقات خزانہ بھی بُرا لگتا ہے
(شکیل اعظمی)

مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف کو
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بُو تیری
(آتش)

ملا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی کا پھل
کلاہ کج جو نہ کرتا تو دار کیا کرتا

(آتش)

میں بھی کچھ خوش نہیں وفا کر کے
تم نے اچھا کیا نباہ نہ کی

(مومن)

موت نے کر دیا لاچار وگرنہ انساں
ہے وہ خود بیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

(ذوق)

میں گنہگار نہ ہوتا جو الٰہی مجھ کو
ہر برس نامۂ اعمال دکھایا جاتا

(داغ)

ملے گا تارکِ دنیا کو کیا سبب مجز جنت
وہاں مکان کے بدلے مکان دیتے ہیں

(داغ)

مرگِ عاشق تو کچھ نہیں لیکن
اک مسیحا نفس کی بات گئی

(جگر)

مَیں کہ ہوں قرضِ زمیں مجھ کو نہ چاہو لوگو!
کس کو معلوم ہے کس وقت ادا ہو جاؤں

(فنا)

مَیں کبھی یہ راز نہ کھولتا میں کبھی یہ حرف نہ بولتا
تری آنکھ نے دیا حوصلہ تو یہ بوجھ ادھر سے اُدھر کیا

(احمد مشتاق)

مجھ کو سائے کی نہیں تیری طلب ہے میرے دوست
دیکھ کتنی دور بیٹھا ہوں تری دیوار سے
(جمال احسانی)

ماجد بغیر نام کے پھرتا ہوں شہر شہر
جس سے بھی پوچھتا ہوں مجھے جانتا نہیں
(ماجد الباقری)

میں روز اپنے کناروں سے دیکھتا ہوں ظفر
کہاں سے دور ہے دنیا کہاں سے دور نہیں
(ظفر اقبال)

مجھے ٹھہرا نہ سمجھو، زندگی پر
میں بہتے بہتے ٹھہرا ہو گیا ہوں
(ظفر اقبال)

معذرت چاہتا ہوں دل میں بہت شور تھا آج
تیری آواز بڑی دیر میں پہچانی ہے

(نوید رضا)

میں پلٹ آیا تھا دیوار پہ دستک دے کر
اَب سنا ہے وہاں دروازہ نکل آیا ہے

(انجم سلیمی)

میں سو رہا تھا اور مری خواب گاہ میں
اک اژدھا چراغ کی لَو کو نگل گیا

(ثروت حسین)

میں کہ اڑتا ہوا اک ورق تیرے اسرار کا ہوں
نقش جس پر ترے بوسۂ اولیں کا نشاں ہے

(بانی)

مجھ گریہ سے ہو کیوں نہ وہ خوں خوار مکدر
بستہ جائے ہے زنگار جو نم کھنچ رہے تیغ

(قائم چاندپوری)

مر کے بھی چاہیے ہے گور و کفن
کون ہے جس کو احتیاج نہیں

(قائم چاندپوری)

مے کی توبہ کو تو مدت ہوئی قائم لیکن
بے طلب اب بھی جو مل جائے تو انکار نہیں

(قائم چاندپوری)

متاع قبۂ دنیا پہ کر نہ چشم سیاہ
کہ مال زن نہیں کھاتے جو مرد ہوتے ہیں

(قائم چاندپوری)

مقابل اُس کے جو ابروئے یار کل آیا
ہلال چرخ کا اتنا سا منہ نکل آیا

(داغ)

مجلس وعظ کو دیکھا تو کہا رندوں نے
ہوگی اِس بھیڑ کی جنت میں سمائی کیوں کر

(داغ)

ہم نے چراغ بجھے جا رہے ہیں اور یہاں
ہوا کو کوئی بھی زنجیر کرنے والا نہیں

(احمد رضوان)

میں ایسے شہر میں بنیاد خواب کیا رکھوں
یہ لوگ عشق بھی کرتے ہیں مشورہ کر کے

(محسن چنگیزی)

میں تو مرتا ہوں بُتوں پر واقعی
تجھ پر اے زاہد خدا کی مار ہے

(داغ)

میں بکھر جاؤں گا زنجیر کی کڑیوں کی طرح
اور اس دشت میں رہ جائے گی جھنکار مری

(ظفر اقبال)

مرے مزار پہ آکر دیے جلائے گا
وہ میرے بعد مری زندگی میں آئے گا

(انجم خیالی)

میرا دکھ یہ ہے میں اپنے ساتھیوں جیسا نہیں
میں بہادر ہوں مگر ہارے ہوئے لشکر میں ہوں

(ریاض مجید)

مجھے خوش آ نہیں سکتا کسی کا منتظر رہنا
مگر وہ خوبصورت ہے اُسے تاخیر کا حق ہے
(غلام حسین ساجد)

میں خود ہی جلوہ ریز ہوں خود ہی نگاہ شوق
شفاف پانیوں پہ جھکی ڈال کی طرح
(شکیب جلالی)

مَیں تجھے بھول نہ جاتا تو خزاں ہی رہتی
شاخ پر پھول تری یاد دلانے آیا
(احمد مشتاق)

ملے گی شیخ کو جنت ہمیں دوزخ عطا ہوگا
بس اتنی بات ہے جس کے لیے محشر بپا ہوگا
(ہری چند اختر)

ماتم سرائے دہر میں کس کس کو روئیے
اے وائے دردِ دل نہ ہُوا دردِ سر ہُوا
(یگانہ)

مرتے کو پانی کیا دو گے تم تو جان بھی لے نہ سکے
دیکھو ہم جیتے ہیں ابھی تک تم کو غیرت ہے کہ نہیں
(محبوب خزاں)

میں جو تیری رنگ سبھا میں راس رچانے آیا تھا
دل کی چھنکتی جھانجن تیری پازیبوں میں ٹانک چکا
(مجید امجد)

میری نگاہ میں دورِ زماں کی ہر کروٹ
لہو کی لہر، دلوں کا دھواں، گلاب کے پھول
(مجید امجد)

مجھے عزیز تھا ہر ڈوبتا ہوا منظر
غرض کہ ایک زوال آشکار میں بھی تھا

(ساقی فاروقی)

معشوق کوں ضرر نہیں عاشق کی آہ سوں
بجھتا نہیں ہے بادِ صبا سوں چراغ گل

(ولی)

مجھ کوں خوشی سوں ہے پرہیز صنم
چین ابرو کوں دکھایا نہ کرو

(ولی)

مجھے ڈرا ہے سپہ لا کے لوگوں نے یہ نہ سوچا
میں چھوڑ دوں گا یہ راستہ بھی وہ راستہ بھی

(لیاقت علی عاصم)

میں روز ادھر سے گزرتا ہوں کون دیکھتا ہے
میں جب ادھر سے نہ گزروں گا کون دیکھے گا

(مجید امجد)

میں اس درخت سے کم تر ہوں مرتبے میں حسن
جو دھوپ سہہ کے مسافر کو پیار دیتا ہے

(حسن نعیم)

میں نہ دیکھوں تو ترے حسن کی قیمت کیا ہے
میں نہ تڑپوں تو یہ انداز جفا کچھ بھی نہیں

(مہوش)

میں نے کہا کہ دیکھ یہ میں، یہ ہوا، یہ رات
اس نے کہا کہ میری پڑھائی کا وقت ہے

(احمد مشتاق)

مجھے اب بھی یاد ہے خواب سائل شام ہجر کھلا ہوا
کوئی ہے جو داغ وصال سے مری آستیں کو جدا کرے

(احمد مشتاق)

میں، کہ خوش ہوتا تھا دریا کی روانی دیکھ کر
کانپ اُٹھا ہوں گلی کوچوں میں پانی دیکھ کر

(شہزاد احمد)

منزل جب ایک ہے تو جدا کیوں ہوں راستے
میں اپنے ساتھ لے کے چلوں گا رقیب کو

(شہزاد احمد)

مخلوق چیختی ہے کہ تھم جائے یہ بلا
دریا پکارتا ہے کہ رفتار دیکھیے

(شہزاد احمد)

ملے نہ گوہر مقصود ڈوب کر بھی اگر
تو لاش بن کے پھر اس بحر سے ابھرنا کیا
(ظفر اقبال)

میں دنیا کو یہ حسانہ سمجھا کہ اس میں
کوئی ہنس رہا تھا کوئی رو رہا تھا
(ثاقب لکھنوی)

میں چاہتی ہوں لوٹ کے تو اپنے گھر نہ جائے
اور یہ بھی چاہتی ہوں ترا گھر بسا رہے
(نامعلوم)

مشرب قیس کی ترویج نہ کی دنیا نے
کبھی میلا نہ لگا نجد میں دیوانوں کا
(سیماب اکبرآبادی)

مجھے یہ ڈر ہے کوئی کاٹ کر نہ لے جائے
بہشت خواب سے باہر ہیں انگلیاں میری
(عباس تابش)

میں ایک بار پکارا کوئی، بچاؤ مجھے!
پھر اس کے بعد مرے منہ میں بھر گیا پانی
(فیصل عجمی)

میں پتھر میں بڑے آرام سے تھا
تری ٹھوکر سے باہر آ گیا ہوں
(علی زریون)

میں کہاں ہوں مجھے پتا تو چلے
میری آنکھوں سے کائنات گزار
(منیر سیفی)

مٹی تھی میثاق پہ قائم
پانی وعدہ بھول گیا تھا

(منیر سیفی)

محیط جیتے نہ ہم ضرورت سے کچھ زیادہ
اگر سمجھتے کہ وہ ضرورت سے کم مسکرائے

(محیط اسمٰعیل)

مجھے خبر ہے کہ اک مشت خاک ہوں پھر بھی
تو کیا سمجھ کے ہوا میں اڑا رہا ہے مجھے

(ساقی فاروقی)

مرے لہو میں جدائی کی لہر اٹھی تھی
وہ منتقم ہوں کہ یہ بات اسے بتا دی ہے

(ساقی فاروقی)

مجھے عزیز رہی دشمنی کی تلخی بھی
اس ایک زہر کے کیا ذائقہ زبان میں تھا
(ساقی فاروقی)

مکان پر کہیں سے روشنی گری تو
پتا چلا کہ ہم غروب ہو چکے تھے
(ادریس بابر)

مشعل بدست ہیں مرے رستے کے سنگ میل
اک روشنی کے ہاتھ میں ہے دوسری کا ہاتھ
(نامعلوم)

(ن)

ناؤ وہ جس پہ تھا، واپس ہولی
اور یہ خواب نہیں تھا، افسوس!

(ادریس بابر)

نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم
رہا یہ وہم کہ ہم ہیں سو وہ بھی کیا معلوم

(فانی بدایونی)

نیند روٹھے ہوئے لوگوں کو منا لائی ہے
آنکھ کھولوں گا تو یہ پھر سے بچھڑ جائیں گے

(بشر نواز)

نہ کوئی فال نکالی نہ استخارہ کیا
بس ایک روز یونہی خلق سے کنارا کیا
(جمال احسانی)

نگہ سے، چشم سے، ناز و ادا سے
خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
(میر حسن)

نہ دیکھا مڑ کے بھی یاران رفتگاں نے مجھے
میں ناتواں انہیں کس کس طرح پکار رہا
(جرأت)

نے کشش معشوق میں پاتا ہوں نے عاشق میں جذب
کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا
(آتش)

نفسِ شقی بھی روح کے ہمراہ تن میں ہے
یوسف کے ساتھ گرگ بھی اس پیرہن میں ہے

(آتش)

نشۂ مے نے نقابِ رخِ زیبا الٹا
ٹھوکریں کھاتی اُن آنکھوں میں حیا پھرتی ہے

(آتش)

نگاہ برق نہیں، چہرہ آفتاب نہیں
وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

(جلیل مانک پوری)

نئے دیوانوں کو دیکھیں تو خوشی ہوتی ہے
ہم بھی ایسے ہی تھے جب آئے تھے ویرانے میں

(احمد مشتاق)

نکلیں گے میرے ہاتھ کہاں پھر زمین سے
کچھ دیر تیرے سامنے دستِ دعا ہے اور
(فیصل عجمی)

ناچے ہے شیخ وجد میں کس بھاؤ تاؤ سے
اس ہیز ریش دار کی ٹک شان دیکھنا
(قائم چاندپوری)

سنہ کیوں ازار کی عبری ہی شیخ جی سی لیں
ٹریں جو بیسر وضو داب رکھتے ہیں
(قائم چاندپوری)

نکل کے ناؤ سے بھی کب سفر تمام ہوا
زمیں پہ پاؤں دھرا تو زمین چلنے لگی
(شکیب)

نہ جاؤ گھر کے شب افروز روزنوں پہ کہ لوگ
دیا مکان میں جلتا بھی چھوڑ جاتے ہیں

(محشر بدایونی)

نہ پوچھ کیوں مری آنکھوں میں آ گئے آنسو
جو تیرے دل میں ہے اُس بات پر نہیں آئے

(حفیظ ہوشیارپوری)

نامہ بر چرب زبانی تو بہت کرتا ہے
دِل گواہی نہیں دیتا کہ اِدھر جائے گا

(داغ)

نام ظالم کا جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو
آسماں کو بھی ستم گار کہوں یا نہ کہوں

(داغ)

نظر آتا ہوں بشر اس بزم سے اٹھ سکتا ہوں
ناتوانی سے بڑے کام لیے جاتے ہیں

(داغ)

نقش و نگار بحر کو چشمِ حباب ہو کے دیکھ
آخری بار شہر کو پا بہ رکاب ہو کے دیکھ

(خورشید رضوی)

شگوں کو تیرگی نے بڑا آسرا دیا
دن چھپ گیا تو آدمی خوشحال ہو گئے

(رام ریاض)

نارسائی سے دم رکے تو رکے
میں کسی سے خفا نہیں ہوتا

(مومن)

نہ خزاں میں ہے کوئی تیرگی نہ بہار میں کوئی روشنی
یہ نظر نظر کے چراغ ہیں کہیں بجھ گئے کہیں جل گئے

(شاعر لکھنوی)

نسبت علم ہے بہت حاکم شہر کو عزیز
اس نے تو کار جہل بھی بے علم نہیں کیا

(جون ایلیا)

نکل جاؤں گا ان سمتوں سے باہر
جہانوں کی گجی کاندھوں پہ دھر کے

(عامر سہیل)

(و)

وعدہ بھی کر کے ہوئے کا دیتے نہیں ہو تم
لازم ہے آدمی نے جو منہ سے کہا، دیا

(جراُت)

وہ دن گئے کہ آنکھیں دریا سی بہتیاں تھیں
سُوکھا پڑا ہے اب تو مدت سے یہ دوآبا

(میر)

وقت غصے کے عرق آیا جو روئے یار پر
کھیت سا پھولوں کا اک تاراج شبنم ہو گیا

(مصحفی)

وعدہ شب نہ کر اے مہر لقا جھوٹ نہ بول
جلوہ گر رات کو خورشید کہاں ہوتا ہے
(آتش)

وہ شیفتہ کہ دھوم ہے حضرت کے زہد کی
میں کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے
(شیفتہ)

وہ لوگ جن سے تری بزم میں تھے ہنگامے
گئے تو کیا تری بزم خیال سے بھی گئے
(عزیز حامد مدنی)

وہ بے دلی سے اگر ہات چھوڑ دیتے ہیں
تو ہم بھی سیر سماوات چھوڑ دیتے ہیں
(غلام محمد قاصر)

واقعہ کوئی نہ جنت میں ہوا میرے بعد
آسمانوں پہ اکیلا ہے خدا میرے بعد

(شہزاد احمد)

وہ نگاہ ان کی عجب از تھی کبھی اٹھ گئی کبھی جھک گئی
تو رئیس ہم سے یہی ہُوا کبھی جی اُٹھے کبھی مر گئے

(رئیس امروہوی)

ورنہ ، سقراط مر گیا ہوتا
اُس پیالے میں زہر تھا ہی نہیں

(لیاقت علی عاصم)

وہ ٹوٹتے ہوئے رشتوں کا حُسنِ آخر تھا
کہ چُپ سی لگ گئی دونوں کو بات کرتے ہوئے

(بانی)

وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں روشناس خلق اے خضر
نہ تم کہ چور بنے عمر جاوداں کے لیے
(غالب)

وقت کی رو میں فراغت کا نہیں ہے کوئی لمحہ
اور اک بڑھیا کسی سے بات کرنا چاہتی ہے
(منصور آفاق)

واعظ کی بزم وعظ میں کیا بجز بجاز تھی
اتنے میں رند آئے تو میدان صاف تھا
(داغ)

واعظ بھی اُسی بت کا خدا مان رہا ہے
اس شہر میں اب کون مسلمان رہا ہے
(سیف)

وقت آفاق کے جنگل کا جواں چیتا ہے
میری دنیا کے غزالوں کا لہو پیتا ہے

(شیر افضل جعفری)

وار دنیا نے کیے مجھ پر تو امجد میں نے اس گھمسان میں
کس طرح جی ہار کر رکھ دی نیامِ حرف میں شمشیرِ دل

(مجید امجد)

وہ بھی شاید رو پڑے ویران کاغذ دیکھ کر
میں نے اُس کو آخری خط میں لکھا کچھ بھی نہیں

(ظہور نظر)

وعدۂ حشر پہ بے ساختہ دل لوٹ گیا
عہد کا عہد بہانے کا بہانہ تیرا

(داغ)

وصل میں تنگ آ کے وہ کہنے لگے
کیا یہ جوبن تھا اسی دن کے لیے
(داغ)

وہ کہہ رہے ہیں بزم میں خنجر نکال کے
اُس دل کو لاؤ جس میں امیدِ وصال ہے
(داغ)

واعظ! کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد
دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے
(اقبال)

ولی اُس گوہر کان حیا کی کیا کہوں خوبی
مرے گھر اس طرح آتا ہے جوں سینے میں راز آوے
(ولی)

وہ لالہ رو گیا بن کے ہو گل گشت باغ کو
کچھ رنگ بوئے گل نے عوض ہے صبا کے ساتھ

(مومن)

وہ بستیوں سے بھری ٹہنیاں تری بانہیں
بلا رہے ہیں شجر تیرے آستانے کے

(احمد مشتاق)

وہ تیرا روگ بھی ہے اور ترا علاج بھی ہے
اُسی کو ڈھونڈ جسے تنگ آ کے چھوڑ دیا

(شہزاد احمد)

وہ جنگلوں میں درختوں پہ کودتے پھرنا
بہت برا تھا مگر آج سے تو بہتر تھا

(محمد علوی)

وہ زمانہ بدری ہجر میں دیکھی ہے کہ بس
ہم بھی کہتے تھے کہ ہم کون و مکاں والے ہیں

(شاہین عباس)

(۵)

ہے غنیمت کہ سسکتے ہیں ابھی چند چراغ
بند ہوتے ہوئے بازار سے کیا چاہتے ہو؟

(احسان دانش)

ہر نفس عمر گذشتہ کی ہے میت فانیؔ
زندگی نام ہے مر مر کے جیے جانے کا

(فانی)

ہم ایسے اہل نظر کو ثبوت حق کے لیے
اگر رسول نہ آتے تو صبح کافی تھی

(جوش)

ہُوا نہیں تو یہ ممکن ہے ہونے لگ جائے
ہوا چراغ کا دکھ سن کے رونے لگ جائے

(جنید آذر)

ہم جنہیں لوٹ کر نہیں آنا
کیا ہمیں دیکھنا نہ چاہو گے؟

(سید امتیاز احمد)

ہم تو مجبورِ وفا ہیں مگر اے جانِ جہاں!
اپنے عشاق سے ایسے بھی کوئی کرتا ہے؟

(نامعلوم)

ہمیں تو لگ گئی لمبی عمریا
بزرگوں کی دعا نے مار ڈالا

(نامعلوم)

ہے طرف جنبان ودل کا دم اضطراب حال
روکیں جو ایک کو تو گریزاں ہے دوسرا

(جرأت)

ہے مدتوں سے خانہ زنجیر بے صدا
معلوم ہی نہیں کہ دوانے کدھر گئے

(سودا)

ہر اچند امردوں میں ہے اک راہ کا مزا
غیر از نسا ولے نہ ملا چاہ کا مزا

(مصحفی)

ہر اک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسد
مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے

(غالب)

ہنگامۂ زبونی ہمت ہے انفعال
حاصل نہ کیجے دہر سے عبرت ہی کیوں نہ ہو

(غالب)

ہر گہر نے صدف کو توڑ دیا
تو ہی آمادۂ ظہور نہیں

(اقبال)

ہم طالب شہرت ہیں ہمیں ننگ سے کیا کام
بدنام اگر ہوں گے تو کیا نام نہ ہو گا

(شیفتہ)

ہزار دام سے نکلا ہوں ایک جنبش سے
جسے غرور ہو آئے کرے شکار مجھے

(شیفتہ)

ہوئے ہیں بار امانت سے تیرے سب عاجز
زمیں بھی اپنے خزانے اگلتی جاتی ہے
(حالی)

ہاں ہاں تمہارے حسن کی کوئی خطا نہیں
میں حسنِ اتفاق سے دیوانہ ہو گیا
(احسن مارہروی)

ہر آن برق چمکتی ہے دل دھڑکتا ہے
مری قیص پہ تنکے ہیں آشیانوں کے
(احمد مشتاق)

ہر عہد نے زندہ غزلوں کے کتنے ہی جہاں آباد کیے
پر تجھ کو دیکھ کے سوچتا ہوں اک شعر ابھی تک رہتا ہے
(غلام محمد قاصر)

ہمارے حال سے وہ بے خبر ہی اچھا ہے
ہمیں ملے ہو تو اب اُس سے کچھ نہیں کہنا

(اسلم انصاری)

ہماری مسکراہٹ پہ نہ جاؤ
دیا تو قبر پہ بھی جل رہا ہے

(آنس معین)

ہم ہیں وہ ٹوٹی ہوئی کشتیوں والے تابش
جو کناروں کو ملاتے ہوئے مر جاتے ہیں

(عباس تابش)

ہم ایسوں کو یہاں اظہار کس نے چاہنا تھا
خدا خاکِ لحد کو حشر تک شاداب رکھے

(اظہار الحق)

ہو گئی شام تو کشکول الٹ کر دیکھا
اتنے سکے تھے کہ لوگوں نے پلٹ کر دیکھا

(فیصل عجمی)

ہم ہیں سوکھے ہوئے تالاب پہ بیٹھے ہوئے ہنس
جو تعلق کو نبھاتے ہوئے مر جاتے ہیں

(عباس تابش)

ہم اہل ہجر کو صحرا ہی ایک رستا تھا
سو اب وہاں سے بھی خلق خدا گزرتی ہے

(نصیر ترابی)

ہم وہ اسیر ہیں کہ ہوئے اس گھڑی رہا
جب مل چکی تھی خاک میں نشو ونمائے گل

(قائم چاندپوری)

ہر بد و نیک جہاں اپنی جگہ ہے مطلوب
کون سا عضو بدن میں ہے کہ درکار نہیں

(قائم چاندپوری)

ہیں فسادوں کی یاوری میں عروج
خاک بن شان گرد باد نہیں

(قائم چاندپوری)

ہر بو الہوس نے حُسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہل نظر گئی

(غالب)

ہر کام ادھورا نظر آتا ہے جہاں کا
ہر سمت تری نیم نگاہی کا سماں ہے

(باقی صدیقی)

ہر گھر میں اک ایسا کونا ہوتا ہے
جہاں کسی کو چھپ کے رونا ہوتا ہے

(انجم خیالی)

ہم اپنے عہد کے یوسف ضرور ہیں لیکن
کنویں میں قید ہیں بازار تک نہیں پہنچے

(رؤوف امیر)

ہے تیرے اندر بسی ہوئی ایک اور دُنیا
مگر کبھی تو نے اتنا لمبا سفر کیا ہے؟

(آنس معین)

ہم سے جب وعدہ کیا تھا وہ بہت کم سن تھے
دیکھیے قائل انکار ہوئے ہیں کہ نہیں

(داغ)

ہم بھی کچھ کھڑکیوں سے خواب اُڑا سکتے تھے
ہم بھی اس شہر کے کچھ چیدہ مکاں جانتے ہیں
(اسلم انصاری)

ہم نے دیکھا ہے بہاروں کا سُلگنا، بجھنا
اس لیے شعلہ بستی کو دھواں جانتے ہیں
(اسلم انصاری)

ہم جاگتے رہے تو کلی تک نہیں کھلی
ہم سو گئے تو سر سے قیامت گزر گئی
(مصطفیٰ زیدی)

ہاں اُس نے کہا تھا کہ سدا جلتے رہو گے
مجھ سے نہ کھو گے تو زمانے سے کھو گے
(محبوب خزاں)

ہاتھ خالی ہیں تو دانائی کا اظہار نہ کر
ایسی باتوں کا بڑے لوگ برا مانتے ہیں
(رام ریاض)

ہم سے گریہ مکمل نہیں ہو سکا
ہم نے دیوار پر لکھ دیا، معذرت!
(ذوالفقار عادل)

ہم اوس کے قطرے ہیں کہ بکھرے ہوئے موتی
دھوکا نظر آئے تو ہمیں رول کے دیکھو
(رام ریاض)

ہوا میں زہر گھلا، پانیوں میں آگ لگی
تمہارے بعد زمانہ بڑا عجیب آیا
(رام ریاض)

ہزار بار زمانہ ادھر سے گزرا ہے
نئی نئی سی ہے کچھ تیری رہگزر پھر بھی
(فراق)

ہم آسمان کا نیلا بھی سبز جانتے ہیں
خدا گواہ ہم ایسوں کی حالت ایسی ہے
(شاہین عباس)

ہر طرف پرسش غم پرسش غم، پرسش غم
چین سے بوجھ بھی ڈھونے نہیں دیتا کوئی
(عرفان صدیقی)

ہُو کا عالم ہے گرفتاروں کی آبادی میں
ہم تو سنتے تھے کہ زنجیر صدا کرتی ہے
(عرفان صدیقی)

ہماری شکستوں کا بن بھی تو ہے
خدا آدمی کی تھکن بھی تو ہے
(ساقی فاروقی)

ہجر ہو یا وصال ہو اکبر
جاگنا ساری رات مشکل ہے
(اکبر الہ آبادی)

ہے خاکداں سے اُدھر میرا انتظار مگر
یہ فاصلہ مری زنجیر سے زیادہ ہے
(محمد مختار علی)

(ی)

یہ لوگ ذرا دیر کو نکل جائیں تو، صاحب!
پھر دیکھیے کیا وقت ہوا ہے مرے دل میں

(ادریس بابر)

یہ کچھ آثار ہیں اِس خواب شدہ بستی کے
یہیں بہتا تھا وہ دل نام کا دریا، صاحب!
یہ جو ممکن ہو تو ہم تا بہ ابد سو نہ سکیں
کیا عجب خواب سنایا ہے، دوبارہ صاحب!

(ادریس بابر)

یہاں سے چاروں طرف راستے نکلتے ہیں
ٹھہر ٹھہر کے ہم اس خواب سے نکلتے ہیں
یہ لوگ سو رہے ہوں گے جبھی تو آج تلک
ظروف خاک سے خوابوں بھرے نکلتے ہیں

(ادریس بابر)

یہاں تو خیر ویرانی بہت ہے
وہاں کیا ہے جہاں پانی بہت ہے

(شاہجہان پوری)

یہ حادثہ مرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا
چراغ سامنے والے مکان میں بھی نہ تھا

(جمال احسانی)

یاں اُس گلی سا کب کوئی بستاں ہے دوسرا
ہاں کچھ جو ہے تو روضۂ رضواں ہے دوسرا
(جرأت)

یہ جو پتھر ہے آدمی تھا کبھی
اِس کو کہتے ہیں انتظار میاں
(افضل خان)

یاں فقط ریختہ ہی کہنے نہ آئے تھے ہم
چار دن یہ بھی تماشا سا دکھایا ہم نے
(میر)

یہی جانا کہ کچھ نہ جانا ہائے
سو بھی اک عمر میں ہُوا معلوم

(میر)

یہ تیرہ خاک داں بھی ہے کال کی کوٹھڑی
آیا جو رو سپید یہاں روسیہ گیا

(داغ)

یا ربّ شمارِ جُرم سے بس منفعل نہ کر
تنخواہ تو نہیں ہے کہ جس کا حساب ہو

(داغ)

یہ ہمیں ہیں جو ترا درد چھپا کر دل میں
کام دنیا کے بدستور کیے جاتے ہیں

(صبا اکبر آبادی)

سب لوگ ٹوٹی ہوئی کشتیوں میں سوتے ہیں
مرے مکان سے دریا دکھائی دیتا ہے

(احمد مشتاق)

یوں زندگی گزار رہا ہوں ترے بغیر
جیسے کوئی گناہ کیے جا رہا ہوں میں

(جگر)

یہ پانی خامشی سے بہہ رہا ہے
اسے دیکھیں کہ اس میں ڈوب جائیں

(احمد مشتاق)

یہ مجھے چین کیوں نہیں پڑتا
ایک ہی شخص تھا جہان میں کیا

(جون ایلیا)

یہ لوگ شہر بنا کر اجاڑ دیتے ہیں
یہاں میں حسرت تعمیر کرنے والا نہیں

(احمد رضوان)

یوں ہی ہر آہٹ پہ گردیوار دل گرتی رہی
دیکھنا اِک دن یہی ہوگا کہ مرجائیں گے ہم

(اسلم انصاری)

یہ گفتگو ہے کسی اور ہی زمانے سے
مرا خطاب ترے عہدِ رائگاں سے نہیں

(ارشد نعیم)

یہاں وہاں کسی چہرے میں ڈھونڈتے ہیں تمہیں
ہمارے ملنے کی صورت بھی کیا نکلتی ہے

(ابرار احمد)

یہ شام پہلے مری آنکھ میں اُترتی ہے
پھر اس کے بعد ترے شہر سے گزرتی ہے

(افضال نوید)

یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے
کہ غیر جلوۂ گل رہ گزر پہ خاک نہیں

(غالب)

یہ پوچھتا ہے زمانے سے وہ بت کافر
خدا کے بندے خدا کا بھی نام لیتے ہیں؟

(داغ)

یہ کیا کہا کہ میری بلا بھی نہ آئے گی
گر تم نہ آؤ گے تو قضا بھی نہ آئے گی

(داغ)

یہ بلندی بھی ترے پیار نے بخشی ہم کو
ورنہ ہم لوگ تھے کب خاک پہ سونے والے

(نسیم شمائل پوری)

یار برہم تھے میں کیا اپنی صفائی دیتا
عکس کیا کھولتے پانی میں دکھائی دیتا

(شاہد ذکی)

یہ شہر چھوڑنا ہے مگر اس سے پیش تر
اس بے وفا کو ایک نظر دیکھنا بھی ہے

(اشرف یوسفی)

یہ چاپ، تیرگی، یہ نیچے کو جا رہا زینہ
اسی سرنگ کے اندر وجود ہے میرا

(رفیق سندیلوی)

یہ دور وہ ہے کہ بیٹھے رہو چراغ تلے
سبھی کو بزم میں دیکھو مگر دکھائی نہ دو

(خورشید رضوی)

یہ کیا طلسم ہے کیوں رات بھر سسکتا ہوں
یہ کون ہے جو دیوں میں جلا رہا ہے مجھے

(ساقی فاروقی)

یہ کون ادھر سے گزرا میں سمجھا حضور تھے
اک موڑ اور مڑ کے جو دیکھا زمانہ تھا

(مجید امجد)

یہ کھیل درمیانِ نگاہ و دریچہ ہے
اِس دائرے میں اتنے تماشائی کس لے

(عزم بہزاد)

یہ چاہا تھا کہ پتھر بن کے جی لوں
سو اندر سے پگھلتا جا رہا ہوں

(سلیم احمد)

یہ ہوائے قریۂ رفتگاں لیے پھر رہی ہے کہاں کہاں
کبھی جگنوؤں کے جنوب میں کبھی تتلیوں کے شمال میں

(احمد مشتاق)

یہ نکہتوں کی نرم روی، یہ ہوا، یہ رات
یاد آ رہے ہیں عشق کو ٹوٹے تعلقات

(فراق)

یوں خط ہجر کھینچیے اپنے اور اُس کے بیچ
دونوں طرف کی سانس ادھر سے اُدھر نہ ہو

(اختر عثمان)

یہ بھی اک موج ہے، مٹی کی سہی
وقت کم ہے تو کنارا سمجھو

(ادریس بابر)

یہ خواب دیکھنے والوں کا قافلہ ہے سو میں
اسی غبار میں چپ چاپ چلتا جاتا ہوں

(شاہین عباس)

یہاں آتے ہوئے جس شام کو رخصت کیا تھا
کیا خبر جائیں تو وہ شام دوبارہ کیے جائیں

(شاہین عباس)

یہ دل باہر دھڑکتا ہے یہ آنکھ اندر کو کھلتی ہے
ہم ایسے مرحلے میں ہیں جہاں زحمت زیادہ ہے

(شاہین عباس)

یہ گزرگاہ کا سناٹا یہ پرشور ہوا
کھڑکیاں کھول کے سونے نہیں دیتا کوئی
(عرفان صدیقی)

یہ گرد باد سلامت گزرنا چاہتا ہے
مرے چراغ پہ وحشت تمام کرتا ہوا
(عباس تابش)

یہ کہیں باغ سے جانے کا اشارہ تو نہیں
شاخ سے پھول گرا اور ہرا رنگ اُڑا
(علی زریون)

شناور اسحاق ان شعرا میں شامل نہیں جن پر اپنی شعری انا اس درجہ حاوی ہوتی ہے کہ انھیں اپنے علاوہ کوئی نظر نہیں آتا اور اگر کہیں کوئی دکھائی دیتا ہے تو اپنے شعری وجود میں توسیع قرار دیے بغیر اسے تسلیم نہیں کرتے۔ حقیقتاً یہ اقرار اوروں کا نہیں، اپنا اقرار اور ان کا انکار ہوتا ہے۔ شناور نے یہ کتاب کسی درسی یا تاجرانہ ضرورت کے تحت مرتب نہیں کی۔ ایک داخلی طلب نے انھیں قدیم و جدید شعرا کے مجموعوں کی ورق گردانی پر مائل کیا اور ان کے بہترین اشعار منتخب کرنے پر مجبور کیا ہے۔ اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ اس میں صرف وہی اشعار جمع کیے گئے ہیں جو مرتب کے دل کو لگے ہیں۔ اشعار کے بہترین ہونے کا معیار مرتب کا اپنا ذوقِ نظر ہے، جسے اس نے کلاسیکی، جدید اور مابعد جدید شاعری کے وسیع مطالعے اور خود اپنے تخلیقِ شعر کے عمل کے دوران میں رفتہ رفتہ تشکیل دیا ہے۔ مرتب کے ذوقِ نظر کی کسوٹی پر وہ اشعار بطورِ خاص پورا اترے ہیں، جن میں تجربے کی کوئی نئی جہت، احساس کی کوئی اجنبی پرت، اظہار کا کوئی انوکھا قرینہ، گویا حیرت کا کوئی نہ کوئی سبب موجود ہے۔ حیرت، جس کے بغیر آرٹ کا تصور تک نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا یہ انتخاب اردو غزل کی اس "داخلی جمالیاتی تاریخ" کے اہم نشانات سے ہمیں آگاہ کرتا ہے جو احساس و اسلوب کے نئے نئے منطقوں کی دریافتِ مسلسل سے عبارت ہے۔

ڈاکٹر ناصر عباس نیر

کتاب سرائے

الحمد مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ پاکستان
فون: 0092-42-37239884-37320318

فضلی بک سپر مارکیٹ
اردو بازار، کراچی۔
فون: 32212991-32629724